

جلد نمبر ٢٠ شمارہ نمبر ۴۴

جمعۃ المبارک ٢١ ذی قعدہ ۴ نومبر ۱۹۷۷ء

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ ـــــ روپے
ششماہی ٢٣ ـــــ روپے
سہ ماہی ـــــ ١١/٥٠ روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اداریہ

۴۴/۴۴

سیاسی حکومت کا قیام

چیف آف آرمی سٹاف اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے برادر اسلامی ممالک کے طوفانی دورے کے دوران جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ تو اخبارات کے ذریعہ عوام کے سامنے آچکا ہے۔

جنرل صاحب نے کویت کے ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے ایک بار پھر کہا ہے کہ " پاکستان کی مسلح افواج کسی قسم کے سیاسی عزائم نہیں رکھتیں، نہ ہی وہ خود سیاسی مفاد کے خواہشمند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلح افواج کا مقصد ملک میں منصفانہ انتخابات کا التوا ہے۔ اور پاکستان میں سیاسی حکومت کے قیام ہی سے ملک کے مسائل حل ہو سکتے ہیں"

جنرل صاحب کی طرف سے تقریروں، انٹرویوز اور مسلسل بیانات کے بعد اب اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہنی چاہیے کہ انتخابات شاید ہوں گے یا نہیں۔ غیر معینہ مدت کے لیے انتخابات کے التوا کے وقتی طور پر عوام پر جو مایوسی کے بادل چھائے تھے وہ اب رفتہ رفتہ چھٹ رہے ہیں اور عوام کا یہ یقین پختہ ہوتا جا رہا ہے کہ انتخابات ضرور ہوں گے۔

عوامی حلقوں میں اب کسی قسم کا اضطراب اور تشویش پائی جاتی ہے تو وہ صرف اس حقیقت کا سراغ لگانے کے سلسلے میں ہے کہ انتخابات کب ہوں گے؟ یہ کب، ایسا کب ہے جس کا صحیح جواب کسی سے بن نہیں پا رہا۔ اور ہر شخص اٹکل پچو، اندازوں کے گرداب میں گھرا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ایک عام ورکر سے لے کر ایک ماہر سیاستدان تک قیاس آرائیوں، تخمینوں اور اندازوں کے بھنور میں پھنسا ہوا ہے۔

گو اس ضمن میں کبھی عبوری حکومت کی طرف سے یقین دہانیاں کرائی جا رہی ہیں کہ احتساب کا عمل مکمل ہونے کے بعد دو ماہ کے اندر اندر انتخابات کرا دیئے جائیں گے۔

رہا یہ سوال کہ احتساب کا عمل کب ختم ہو گا تو اس کا تعلق جہاں عدلیہ کی قوت کار سے ہے وہاں حکومت کی بھی بہت کچھ ذمہ داری ہے اور اس میں شک نہیں کہ حکومت اپنی گراں بار ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لیے بہت کچھ کر رہی ہے، لیکن اگر حکومت کی رفتار میں کچھ اور تیزی آ جائے اور انتخابات کے انعقاد کو بڑے ملزموں کے احتساب کے خاتمے تک محدود کر دیا جائے تو سیاست اور تشویش و اضطراب کی فضا یکسر بدل جائے گی۔

باقی جہاں تک چھوٹے چھوٹے مجرموں اور ملزموں کا معاملہ ہے تو وہ آنے والے سیاسی اور نمائندہ حکومت کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ سلسلہ طویل سے طویل تر ہو جائے گا۔

جبکہ خود جنرل صاحب بڑے واضح لفظوں میں یہ کہہ چکے ہیں کہ سابقہ حکومت کی بد اعمالیوں کا یہ عالم ہے کہ جس شعبہ کو کریدا جاتا ہے غلاظت کے انبار نظر آتے ہیں۔ ظاہر ہے غلاظت کے ان انباروں کو مختصر وقت میں ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس "عمل صفائی" کے لیے وقت درکار ہے جبکہ ملکی حالات ایسی تاخیر کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ جس کے نتیجے میں ملک نمائندہ اور سیاسی حکومت سے محروم رہے۔ اور ملک دشمن عناصر کو اس تاخیر و تطویل سے فائدہ اٹھا کر ریشہ دوانیوں کا موقع فراہم ہو۔

جنرل صاحب نے بجا فرمایا ہے کہ صرف سیاسی حکومت کے قیام سے ہی ملکی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم ایک مرتبہ پھر یہ عرض کریں گے کہ اس کا حل صرف یہی ہے کہ موٹے موٹے ملزموں کو عوامی حکومت کیفر کردار تک پہنچائے۔ باقی کی نشان دہی کا فریضہ انجام دے کر سیاسی حکومت کے حوالے

کر دے تاکہ ملکی مسائل کے حل میں مزید تاخیر بھی نہ ہو اور احتساب کا عمل بھی جاری رہے۔ اور یہ عمل اس وقت تک ختم نہ ہو جب تک تمام شعبوں کو پاک و صاف نہ کر دیا جائے۔

یہ درست ہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ سابق حکومت کے سربراہ اور اس کے چیلے چانٹوں کا احتساب ہو رہا ہے۔ اگر یہ احتساب اپنے منطقی نتائج کو پہونچ گیا تو آیندہ کسی شخص کو ارتکابِ جرم کی جرارت نہیں ہوگی۔

انتخابی فہرستیں

قومی حلقوں کی طرف سے یہ مطالبہ مسلسل کیا جا رہا ہے کہ موجودہ انتخابی فہرستوں پہ نظر ثانی کی جائے۔ اس سے قبل اس جائز مطالبے کی پذیرائی ایک حد تک اس لیے ناقابل عمل نظر آتی تھی کہ انتخابات ۱۸ اکتوبر کو ہونا قرار پائے تھے۔

لیکن اب جبکہ غیر معینہ مدت کے لیے انتخابات ملتوی ہو چکے ہیں تو یہ مطالبہ ایسا نہیں رہا جسے پورا کرنے کے لیے وقت کی کمی کو سبب قرار دیا جائے۔

ہماری جائز رائے یہ ہے کہ اس جائز مطالبہ کو اب پورا ہو جانا چاہیے۔ موجودہ فہرستیں انتہائی ناقص اور ایک ایسی حکومت کے دور میں تشکیل دی گئی تھیں جس نے شعبہ میں دھاندلی کو اپنا شعار بنایا ہوا تھا۔ پھر بہت سے لوگوں کو ان کی طبعی عمر نے اب اس قابل بھی بنا دیا ہے کہ وہ اپنا حق رائے دہی استعمال کر سکیں اور بہت سے لوگ اس دنیا سے سدھار چکے ہیں اس لیے بھی ان فہرستوں پر نظر ثانی ضروری ہے۔ موجودہ حلقہ بندیاں بھی غلط سلط ہیں جو مخفی مقاصد کی تکمیل کے لیے قائم کی گئیں تھیں۔ اب وہ مخفی مقاصد بھی کسی سے پوشیدہ نہیں رہے۔ لہذا ان پر بھی کام کی ضرورت ہے اور اب تو یہ مطالبہ پوری قوم کا مطالبہ بنتا جا رہا ہے۔

بنائے بیت اللہ شریف

تاریخ کی روشنی میں

((نور احمد چشتی، او۔ ٹی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گکھڑ گوجرانوالہ))

انّ اوّل بیتٍ وّضع للنّاس للّذی ببکّۃ مُبارکٌ و ھُدًی للعالمین ہ

ترجمہ: "بیشک روئے زمین پر پہلا مکان جو کہ لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہ مکہ میں ہے جو برکت والا ہے اور جہان والے لوگوں کے لیے رہنما ہے۔"

(پارہ ۴ رکوع ۱)

نام: مکہ شریف کو بکّہ اور ام القریٰ کہتے ہیں اور یہ حجاز کے شہروں میں سے ایک مشہور شہر ہے اس میں بیت اللہ شریف اور مسجد حرام ہے۔ مکہ ایک گہری اور تنگ وادی میں شمال کی طرف اور تھوڑا سا مشرق کی طرف جھکاؤ کے ساتھ واقع ہے۔ مکہ جدہ سے تقریباً ۲۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس مکہ میں خانہ کعبہ یعنی (بیت اللہ شریف جس کو بیت العتیق بھی کہتے ہیں) واقع ہے۔ بیت اللہ شریف مربع شکل کا ہے۔ اس کے ارد گرد مسجد ہے جس کو مسجد حرام کہتے ہیں۔ یہ مسجد وسعت اور بنا کے لحاظ سے خوب صورتی اور فن معماری میں مشرق وسطیٰ میں کوئی دوسری مسجد نہیں۔ لیکن احترام اور تقدس جو ہے وہ بیت اللہ شریف کی ہی ہے۔

بیت اللہ کی تعمیر

بیت اللہ کی تعمیر تقریباً بائیس مرتبہ ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر اس وقت کی، جب کہ جبرئیل علیہ السلام یا کسی اور فرشتے نے آ کر اس کی حد بندی کر دی تھی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلنے کا حکم دیا تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ایک پتھر بھی ساتھ لائے جس کو حجر اسود کہتے ہیں، پھر اس حجر اسود کو بیت کی تعمیر کے وقت دیوار میں نصب کر دیا تھا۔ پہلے یہ پتھر بالکل سفید رنگ کا تھا، طواف کرنے والے لوگوں کے گناہوں کو چوس چوس کر سیاہ ہو گیا۔ اس وجہ سے اس کو حجر اسود کہنا شروع کر دیا۔ یہ پتھر ابھی تک موجود ہے اور بیت اللہ کی دیوار میں نصب ہے۔ سطح زمین سے تقریباً تین فٹ کی بلندی پر ہے اور طواف کرنے والے اپنے طواف کو حجر اسود ہی سے شروع کرتے ہیں۔ روئے زمین پر یہ پہلا گھر تھا جس کو حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ اس کے بعد طوفانِ نوح علیہ السلام کی زد میں آ گیا، روایات میں آتا ہے کہ جب طوفانِ نوحؑ آیا تو بیت اللہ کو آسمانوں پر مع حجر اسود کے اٹھا لیا گیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بیت اللہ کو زمین کے نیچے دبا دیا گیا تھا۔ تاکہ توہین نہ ہو۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حکم خداوندی سے دوبارہ بیت شریف کی تعمیر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نشاندہی پر چاہ زم زم کے قریب کی۔ حضرت ابراہیمؑ بطور معمار کے اور حضرت اسماعیلؑ بطور مزدور کے کام کر رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں ایک پتھر پر کھڑے ہو کر اٹھا رہے تھے اور یہ پتھر سیڑھی کا کام دے رہا تھا۔ اس پتھر میں یہ خاصیت تھی کہ اگر کوئی پتھر کی اینٹ اوپر لگانا ہوتی تو وہ خود بخود اوپر ہو جاتا۔ اگر کوئی پتھر نیچے لگانا مطلوب ہوتا تو وہ نیچے ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان پڑ گیا تھا۔ اس وقت یہ پتھر حجر اسود کے قریب ہی رکھ دیا تھا طواف کرنے والے لوگوں نے ہاتھ لگا لگا کر پاؤں کا نشان مٹا دیا اب معمولی سا پاؤں کا نشان باقی رہ گیا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس پتھر کو حجر اسود سے ہٹا کر کچھ فاصلے پر نصب کر وا کر اوپر ایک قبہ بنوا دیا۔ تاکہ یہ پتھر محفوظ رہے۔ اس طرح سے یہ پتھر ابھی تک ایک قبہ میں محفوظ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی کے ذریعہ سے حاجیوں کے لیے جائے نماز بنا دیا اور بیت اللہ کا طواف کرنے والوں کے لیے اس پتھر کے قریب جا کر دو رکعت نماز نفل پڑھنے کا حکم دیا۔ اس وقت تک اس کا طواف نامکمل ہو گا جب تک کہ مقام ابراہیم کے پاس جا کر نماز نفل نہ پڑھ لے۔ جب بیت اللہ ان دو پیغمبروں کے ہاتھوں سے تعمیر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

اذن فی الناس بالحج الخ

کا حکم دیا تو حضرت حضرت ابراہیم علیہ السلام امر خداوندی کی تعمیل کرنے کے لیے ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر

ایک روایت میں ہے کہ اس پتھر پر جس پر آپ بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کرنے کے لیے پکارا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس پکار کو ہر طرف دور دور تک اس طرح پہونچا دیا جس طرح کہ آج ہم موجودہ زمانے میں اپنے وطن میں بیٹھ کر دوسرے ملکوں مثلاً امریکہ، لندن اور برطانیہ وغیرہ کی آوازیں ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعہ سے اس طرح سنتے ہیں جیسا کہ وہ ہمارے پاس بیٹھ کر گفتگو کر رہے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو عالم دنیا میں تھے انہوں نے بھی سنا اور جو عالم ارواح میں تھے انہوں نے بھی سن کر لبیک کے ساتھ جواب دیا۔ اس پکار کا لبیک کے ساتھ جواب دینے والے ضرور وہاں تک پہونچ رہے ہیں اور پہونچیں گے۔ دراصل یہ پکار ایک دبی ہوئی چنگاری ہے کہ ہزاروں آدمی پا پیادہ دور دور کا سفر کر کے اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے حاضر ہو رہے ہیں۔

ابراہیمی تعمیر کے بعد تیسری بار قبیلہ بنو جرہم نے تعمیر کیا، چوتھی مرتبہ قوم عمالقہ نے بنو جرہم قبیلہ پر حملہ کر کے بیت اللہ کو چھین لیا اور چھین لینے کے بعد از سر نو تعمیر کیا۔ اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۱۰ برس ہوئی تو سیلاب سے بیت اللہ کی دیواروں میں شگاف آگیا۔ اسی حالت میں تقریباً ۲۵ سال گذر گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۳۵ برس کی ہوئی تو قریش نے بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کرنا چاہی قریش کے باہمی مشورہ کرنے کے بعد یہ طے ہوا کہ ہر آدمی اپنی حلال کمائی میں سے بیت اللہ کی تعمیر کے لیے چندہ دے۔ چندے کی اس اپیل پر بیت اللہ کی تعمیر کے لیے بہت رقم جمع ہوئی جس کی وجہ سے بیت اللہ کا کچھ حصہ (جسکو حطیم کہتے ہیں) چھوڑ کر تعمیر کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی کہ بیت اللہ شریف کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر تعمیر کیا جائے۔ اور دو دروازے سطح زمین کے برابر ہوں مگر حضور نے مصلحت کی بنا پر تعمیر نہ کیا۔ تاکہ لوگ یہ کہنا شروع نہ کر دیں کہ یہ کیسا نبی ہے جو بیت اللہ کو گرا رہا ہے۔

اس حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضورؐ سے سنا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اس حدیث کو اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو سنایا کہ حضور صلی اللہ کی یہ خواہش تھی کہ حطیم کو بیت اللہ شریف میں داخل کر لیا جائے۔ اور اس کے دو دروازے سطح زمین کے برابر رکھے جائیں۔ رجب ۶۴ھ میں جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ امیر ہوئے تو انہوں نے اپنے دور حکومت میں قریش کی تعمیر کو گرا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق بیت اللہ شریف کو اس طرح تعمیر کروایا کہ دو دروازے سطح زمین کے برابر کر دیئے اور حطیم کو بیت اللہ شریف میں داخل کروا دیا۔ اس وقت عبدالملک بن مروان خلیفہ تھا اور حجاج بن یوسف کوفہ کا گورنر تھا۔ حجاج نے ایک رات خواب دیکھا کہ میں عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کر رہا ہوں۔ حجاج نے اپنا یہ خواب خلیفہ عبدالملکؒ کو سنایا۔ خلیفہ نے خواب سن کر حجاج کو حکم دیا کہ "جاؤ فوج لے جا کر ان کو قتل کر دو"

چنانچہ حجاج بن یوسف نے فوج لے جا کر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور دوسرے بہت سے صحابہ کرامؓ کو حرم شریف میں ہی قتل کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ۱۶ دن کے بعد حضرت اسماء بنت ابی بکر کا ادھر سے گذر ہوا تو حضرت اسماءؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو سولی پر لٹکتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ:

"ابھی اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا؟"

کسی نے حضرت اسماءؓ کی اس بات کو حجاج تک پہونچا دیا۔ کہ اسماء یوں کہتی ہے۔ حجاج نے حضرت اسماء کو بلا کر پوچھا کہ تو کیا کہتی ہے۔ حضرت اسماء نے بڑی دلیری اور جرأت سے جواب دیا:

"تو نے عبداللہ بن زبیرؓ کی دنیا کو خراب کیا اور عبداللہ بن زبیرؓ نے تیری آخرت کو خراب کر دیا"

الغرض۔ حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے دشمنی کی بنا پر بیت اللہ شریف کو گرا دیا۔ اور بیت اللہ شریف کو قریش کی بنیاد پر حطیم کو بیت اللہ سے خارج کر کے اور دو دروازوں کی بجائے ایک دروازہ سطح زمین سے اونچا کر کے تعمیر کروایا۔ آج تک بیت اللہ شریف اسی حالت میں ہے۔ اس کے بعد جب ہارون رشید خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بیت اللہ شریف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خواہش کے مطابق تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور اپنی اس خواہش کا اظہار حضرت امام مالکؒ سے کیا کہ:

"میں بیت اللہ شریف کی تعمیر حضورؐ کی خواہش کے مطابق کرنا چاہتا ہوں"

حضرت امام مالکؒ نے سختی سے روک دیا کہ "نہ بناؤ، ورنہ بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا۔ جو بھی آئے گا اسے گراتا رہے گا، اور بناتا رہے گا۔"

خلیفہ ہارون رشید حضرت امام مالکؒ کے کہنے پر رک گیا البتہ خلیفہ نے اس کی نئی تعمیر کی بجائے اس کی مرمت پر اٹھارہ ہزار اشرفیاں خرچ کیں۔ اس کے بعد سیلاب کی وجہ سے بیت اللہ کی دیواروں میں پھر شگاف آگئے تو ۱۰۴۰ھ میں قسطنطنیہ کا بادشاہ سلطان مراد خان نے دیواروں کو مرمت کروایا۔ آج سے تقریباً پچاس برس قبل کی بات ہے کہ چھت کے وہ تین سرخ رنگ کے لکڑی کے ستون جن کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت رکھوائے تھے۔ ان کا تھوڑا سا نچلا حصہ خراب ہو گیا تھا تو اس کے اردگرد پیتل کے حلقے باندھ کر انہیں کیلوں سے جڑ دیا گیا ہے اور یہ ستون سطح زمین سے تین ہاتھ بلندی پر ہیں۔ بیت اللہ شریف کا فرش سنگِ رخام کا بنا ہوا ہے۔ اس کا مقصد فرش کی پختگی ہے نہ کہ زیبائش و آرائش مطلوب ہے۔

غلاف بیت اللہ

سب سے پہلے جس نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا وہ یمن کا بادشاہ حمیری تھا۔ یمنیوں کے بعد یہ سعادت مصریوں کے ہاتھ آئی۔ آج تک یہ سعادت انہی کے ہاتھوں میں ہے۔ ایک دفعہ پاکستان نے بھی یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے لاکھوں روپے سے غلاف کعبہ تیار کروایا گیا۔ اور اس کی تشہیر ملک کے کونے کونے میں کروائی گئی۔ جب یہ غلاف بیت اللہ شریف کے قریب پہونچا تو ناقص ہونے کی وجہ سے شاہ سعود نے رد کر دیا۔

بیت اللہ کا رقبہ

بیت اللہ شریف کی بلندی

بقیہ: ص ۸

پھسلن

لیلیٰ جان

"سُرخیاں"

۷

خواتین کے ہونٹوں پر لگی ہوئی سرخیوں کو زندہ دلی سے نظرانداز کرتے ہوئے ہم اخبارات رسائل اور بھٹو صاحب کی سرخیوں پر کچھ سرخیاں جمانا چاہتے ہیں۔ ہر خبر اور مضمون کی جان سرخیاں ہوتی ہیں۔ اگر چونکا دینے والی سرخیاں نہ لگائی جائیں تو اچھی بھلی خبروں اور اہم مضامین کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ اخبار نویس کے نزدیک سرخی کی اہمیت ان بوڑھی عورتوں کی طرح ہے جو اپنے موٹے اور بھدے ہونٹوں پر سرخیاں لگا کر مکان کے دروازے میں کھڑی بچوں کو آواز دینے کے بہلنے زبانِ حال سے کہتی رہتی ہیں

"ابھی تو میں جوان ہوں"

جوانی کے عالم میں سرخی کی ضرورت تو نہیں ہوتی لیکن آج کل کشش بڑھانے کے لئے جوانی میں بھی سرخی کثرت سے استعمال کی جاتی ہے ـــــ اسی طرح اچھی اور جاندار خبر کو زیادہ جاندار اور پرکشش کرنے کے لئے سرخیاں ضرور استعمال کی جاتی ہیں۔

سرخیاں صرف اخبارات یا رسائل میں ہی استعمال نہیں کی جاتیں بلکہ بہت سے لوگ گفتگو کو پرکشش، پرتجسس اور یکدم چونکا دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں جیسے آجکل برساتی اخبارات کی سرخیاں مشہور ہیں بالکل اسی طرح گفتگو میں ہمارے ایک دوست سلیم صاحب کی سرخیاں مشہور ہیں۔ پچھلے دنوں ہمارے دفتر تشریف لائے۔ میرے علاوہ ان کے جاننے والے پانچ چھ اور صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ سلیم صاحب نے آتے ہی سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر ہم اپنی باتوں میں مصروف رہے۔ ان سے یہ برداشت نہ ہوسکا۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے بڑے بے نیاز ہو کر فرمایا۔

"ناصر صاحب مر گئے!"

ناصر صاحب ہمارے دوستوں کی فہرست میں سے ہیں۔ سب کو دھچکا سا لگا اور کرسیوں کے رخ سلیم صاحب کی طرف موڑتے ہوئے سب کی زبان سے نکلا۔ "کیا۔۔۔۔۔۔ کہا، ناصر صاحب مر گئے۔ اوہ ہو۔۔۔۔۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون"

سلیم صاحب ہمیں اچھی طرح متوجہ پا کر اپنی پہلی سرخی کی گولڈن جوبلی کامیابی پر انتہائی پرسکون ہو گئے اور فوراً دوسری سرخی لگائی۔

"جی۔۔۔۔۔ جی۔۔۔ ہی۔۔۔ ی۔۔ ی، میرا مطلب ہے ناصر صاحب مارے گئے۔"

ہم نے حیران ہو کر افسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"اجی ان کی صحت اچھی بھلی تھی۔ کیا ہوا ان کو، کیسے مر گئے۔ بیچارے انتہائی بااخلاق آدمی تھے۔"

دونوں سرخیوں کی کامیابی کے بعد انکی تسکین ہو گئی تو ماتھے پر تیوریاں چڑھا کر تفصیل کچھ یوں بیان کی۔ "کمال کرتے ہیں جی آپ لوگ بھی اچھے بھلے زندہ شخص کو مار دیا۔ کسی کی پوری بات بھی نہیں سنتے آپ تو، مارے گئے سے ــــــــ میری مراد یہ ہے کہ انہیں ٹھیکیداری کے کاروبار میں ڈیڑھ لاکھ روپے کا نقصان ہو گیا ہے۔"

دونوں اہم سرخیوں کی تفصیل سن کر سبھی کے منہ لٹک گئے جیسے برساتی اخبارات کے ضمیموں کی سرخیاں پڑھ کر تجسس کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور خبر پڑھنے کے بعد ہر شریف آدمی خود کو انتہائی احمق خیال کرتا ہے۔

خبروں، مضامین اور گفتگو کے علاوہ اشتہارات کو بھی پرکشش بنانے کے لئے سرخیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ ذیل میں ایک اشتہار کی سرخی ملاحظہ فرمایئے۔

"لاہور میں خدا"

مندرجہ بالا سرخی پڑھنے کے بعد ہر آدمی لاہور میں خدا کی رہائش کا پتہ جاننے کیلئے بے چین ہو کر اشتہار پڑھتا ہے تو مندرجہ ذیل عبارت ہلکے پولیس لاٹھی چارج کی طرح محسوس ہوتی ہے۔

"لاہور میں خدا ــــــ کے فضل و کرم سے ٹی۔ وی کی رنگین نشریات کا آغاز ہو چکا ہے۔ رنگین معیاری ٹی۔ وی سیٹ خریدنے کے لئے ہماری دکان پر تشریف لائیں۔ ہم فراخدلی سے آپ کی خدمت کریں گے۔"

اخباری اشتہارات میں آجکل نوجوانوں کے لئے فلموں کے اشتہاروں کے ساتھ ساتھ "ضرورت رشتہ" والی سرخیوں کے اشتہار کافی متوجہ کرتے ہیں۔ ضرورت رشتہ کا اشتہار دیکھ کر ایک آزاد خیال لڑکی نے جب اشتہار پڑھا تو وہ بالکل اس باہنر نوجوان کی طرح مایوس ہو گئی جو تجربہ نہ ہونے کی بنا پر اشتہار پڑھ کے رونی سی شکل بنا لیتا ہے۔ کنواری لڑکی جو اشتہار پڑھ کر پریشان اور مایوس ہوئی، اس کی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

"۵۰ سالہ مرد نیک (سنی) معقول
تنخواہ، دو بچوں کے باپ کے لئے بلاتمیز
ذات و لالچ غریب بے اولاد بیوہ
یا بانجھ عورت کا رشتہ درکار ہے۔"
("نوائے وقت" ۲۲ اکتوبر)

گفتگو میں بھٹو صاحب کی سرخیاں پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ سرخیاں لگانا ان کا معمول ہے جن سے وہ ہمیشہ اپنی تقاریر کو پرکشش، پرتجسس بنانے کی کوشش کرتے ہیں "معاہدہ تاشقند" کی سرخی کی کھڑکی توڑ کامیابی کے بعد ان کی مندرجہ ذیل سرخیوں نے گولڈن جوبلی کی:۔

"ہم ہزار سال تک لڑیں گے۔"

"اُدھر تم اِدھر ہم۔"

"جمہوریت ہماری سیاست ہے۔"

"سفید ہاتھی ہماری ترقی سے نالاں ہے۔"

"زلفی سب کو قلفی کھلا دے گا۔"

اب ہم آپ کے کانوں میں کچھ سرخیاں جمانا چاہتے ہیں بالکل جیسے ہتھیلی پر سرسوں جمائی جاتی ہے ـــ امید ہے آپ برداشت کریں گے۔ پیشن گوئی کی صورت میں یہ پیشگی سرخیاں اخبارات کے اشتہارات کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ ہماری پیشگی اطلاع کے مطابق مندرجہ ذیل اشتہارات اور سرخیاں آپ کو جابجا اخبارات میں نظر آئیں گی۔

"ضرورت ہے"

محنتی، دیانتدار اور تجربہ کار جلوس

نکالنے والے نوجوانوں کی جو فلوڈی نعرہ بازی، گالی گلوچ، توڑ پھوڑ اور تیز بھاگنے میں مہارت رکھتے ہوں شکل سے شریف نظر آنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ انٹرویو روزانہ دوپہر بارہ بجے سے رات آٹھ بجے تک لیا جاتا ہے۔ تنخواہ غنڈہ گردی کے نئے اسکیل اور الاؤنس کے مطابق دی جائے گی۔

المشتہر: بیگم نصرت بھٹو، المرتضٰے ہاؤس، لاڑکانہ۔

"ضرورت ہے"

ایسی خواتین کی جو مزاروں پر جا کر قرآن خوانی کریں اور بعد میں نعرے لگاتی ہوئی تصاویر بنوا سکیں۔ جذباتی ایکشن دے کر تصویر بنوانے کا تجربہ رکھنے والی خواتین کو ترجیح دی جائے گی۔

المشتہر: بے نظیر بھٹو۔ کراچی

برائے فروخت

نیا تعمیر شدہ ماڈرن ایئر کنڈیشنڈ بنگلہ اور ریشمی گرم ملبوسات فوری ضرورت کے تحت فروخت کی جا رہی ہیں۔ بات چیت صیغۂ راز میں رکھنے والے اصحاب رجوع کریں۔

کوثر نیازی، اسلام آباد

"عاق نامہ"

میں اپنے مریدین کوثر نیازی، مصطفٰے کھر اور غلام مصطفٰے جتوئی کو ان کی مسلسل نافرمانی گستاخی قانونی مداخلت بے جا پابندی قانونی حرکات کی وجہ سے مجبور ہو کر پارٹی کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے قطعی عاق کرتا ہوں اور ان کے کسی قول و فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ اب اگر وہ خود یا ان کے ساتھی قانون کی پابندی کرتے ہوئے کسی قسم کی کوئی مداخلت کریں گے جس سے مجھے نقصان ہو سکتا ہو تو وہ قانونی جرم کے مرتکب ہوں گے۔"

منجانب: ذوالفقار علی بھٹو، جیل کوٹ لکھپت لاہور

بقیہ بنائے بیت اللہ

تقریباً ۹ گز ہے اور طول حجر اسود سے لے کر رکن شامی تک ۳۲ گز ہے۔ اور عرض رکن شامی سے رکن غربی تک ۲۲ گز ہے۔ بیت اللہ شریف کا ایک دروازہ سطح زمین سے تقریباً ۳ گز کی بلندی پر نصب ہے اور دروازے کے ساتھ ہی حجر اسود ہے جو سطح زمین سے تقریباً ایک گز کی بلندی پر ہے۔ یہ عمارت نہ زیادہ خوب صورت ہے نہ ہی زیادہ وسیع ہے بلکہ ایک سادہ سا کمرہ یا مکان ہے جو ہر قسم کی زینت اور آرائش و زیبائش سے معرا ہے۔ باوجودیکہ یہ ایک سادہ کمرہ یا مکان ہے، لیکن پھر بھی اس سے سطوت اور جلال ٹپکتا ہے۔ اور سب لوگوں کے دلوں میں اسکی عظمت و ہیبت ہے۔ اور خالص توحید کا ہیکل و معبد ہے اور امن و امان کی جگہ ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے لکھا ہے:

"حق تعالیٰ نے شروع ہی سے اس گھر کو ظاہری و باطنی حسی و معنوی برکات سے معمور کیا ہے اور سارے جہاں کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے۔ روئے زمین پر اگر کسی مکان میں برکت و ہدایت (جس میں ایک نماز کے بدلے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے) پائی جاتی ہے تو اسی بیت اللہ شریف میں ہے۔"

گویا اس پاک گھر میں جمال خداوندی کی خاص تجلی ہے جس کی وجہ سے اسے ادائے حج کے لیے مخصوص کیا۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کی ہر ادا اس قادر مطلق اور محبوب برحق کے عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے، پس ضروری ہے کہ جو آدمی اس کی محبت کا دعوے دار ہو اور مالی و بدنی حیثیت سے بیت اللہ شریف تک پہونچنے کی طاقت بھی رکھتا ہو تو اس کو عمر بھر میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور دیار محبوب کی زیارت کرنے اور حاضری دے۔ اس گھر کے ارد گرد دیوانہ وار چکر لگائے۔

کلید بیت اللہ

بیت اللہ شریف کے کلید بردار جناب شیخ الشیبی ہیں۔ جو بنو شیبہ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ وہی قبیلہ ہے جس کو فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کلید برداری کے منصب پر فائز کیا تھا۔ اس دن سے لے کر آج تک یہ منصب انہی کے ہاتھ میں ہے اور قیامت تک رہے گا۔ کوئی ظالم شخص بھی ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ اعزاز کو چھین نہیں سکتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین

سعید الرحمٰن علوی

"مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ"

آخر کیوں؟

کیا آپ کی تاریخ بہت روشن ہے؟

بھٹو گردی خوفناک عذاب تھا جب اللہ تعالیٰ نے اس سے نجات دینے کا فیصلہ کیا تو قوم کے دل میں اتحاد و اتفاق کا جذبہ و داعیہ پیدا فرما دیا۔ قرآن کریم کہتا ہے اور حضور نبی رحمت کو مخاطب کر کے۔

"کہ آپ زمین کے سارے خزانے
خرچ کر ڈالتے تب بھی ان لوگوں کے دل
میں الفت و محبت پیدا نہ فرما سکتے البتہ
یہ تو خدا ہی ہے جس نے ان کے قلوب و
اذھان میں الفت و محبت ڈال دی۔"

(سورۃ انفال مفہوم)

یہ جو ہوا کسی کا کمال نہ تھا بس مالک نے کر دیا اور ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیا اور باہم شیر و شکر فرما دیا۔ اسی دوران یہ آوازیں اٹھیں کہ قومی اتحاد میں شریک سب جماعتوں کو ایک جماعت میں مدغم ہو جانا چاہیئے۔ جب پروگرام ایک ہے۔ انتخابی نشان، پرچم سب ایک ہیں منشور ایک ہے تو پھر علیحدہ علیحدہ جماعتی تشخص کی کیا تک ہے؟ ملک کے اخبارات و رسائل میں سے کئی ایسے تھے جنہوں نے اس تجویز کی شد و مد سے حمایت کی —

راقم السطور نے حضرت الامام قدس سرہ کے ہفت روزہ **"خدام الدین"** کے مدیر کی حیثیت سے اس تجویز کی حمایت میں بفضل اللہ تعالیٰ زوردار اداریہ لکھا۔ قومی اتحاد کے صدر گرامی مرتبت مولانا مفتی محمود سمیت اکثر قائدین کرام نے بھی اس تجویز کو سراہا لیکن پچھلے دنوں لاہور میں قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کا جو اجلاس ہوا اس میں چودھری ظہور الٰہی صاحب کی طرف سے ایک ایسی تجویز سامنے آئی جو کم از کم ہمارے جیسے لوگوں کے لئے انتہائی باعث حیرت ہے؟

چودھری صاحب کے لئے ہمارے دل میں بہت احترام ہے۔ انہوں نے بھٹو گردی کے دور میں خاصا وقت جیل میں گزارا۔ اقتصادی طور پر انہیں بہت نقصان پہنچایا گیا۔ یہ اور بعض دوسری وجوہات کی بنیاد پر اور لوگوں کی طرح ہمارے دل میں بھی ان کی قدر ہے لیکن اُن کی اس تجویز پر ہمیں بہت حیرانی ہوئی۔ کیونکہ یہ تو صحیح ہے کہ مسلم لیگ پاکستان کی بانی جماعت ہے لیکن کیا پاکستان کا وجود مسلم لیگ کی ہی کوششوں کا مرہون منت ہے؟ اگر کسی کو اس پر اصرار ہے اور وہ اس دعویٰ کی پٹاری لئے پھرتا ہے تو کوئی بھی صحیح الدماغ آدمی اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرے گا۔

پاکستان کبھی وجود میں نہ آتا اگر آزادی حریت کا سورج طلوع نہ ہوتا؟ یہ تو گستاخی معاف مسلم لیگی لیڈروں نے پکی پکائی پر ہاتھ مار کر اپنے سر سہرا بندھوالیا۔

ے نیرنگئ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

آزادی و حریت کے لئے جن بلا نوشان محبت نے قربانیاں دیں انہیں ڈھونڈے سے کوئی مسلم لیگی لیڈر نہیں ملے گا۔ وہ اور ہی تھے جنہوں نے لیلائے آزادی کی خاطر انگریزوں کا ہر ستم برداشت کیا اور جب یہ لوگ اس عظیم مقصد کی خاطر شاطر افرنگ کی قہرمانیوں کا شکار تھے تو ملک کے وڈیرے ڈھاکہ میں اکٹھے ہو کر مسلم لیگ کی بنیاد رکھ رہے تھے اور اس کے اغراض و مقاصد کا یوں اعلان کر رہے تھے گویا انگریز نے اپنے لئے کوئی نیا محکمہ اطلاعات قائم کیا ہے؟ یقین نہ آئے تو کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں۔ مسلم لیگ کی تاریخ پر لکھی گئی کتابیں، ان میں آپ کو اغراض و مقاصد واضح طور پر نظر آئیں گے۔ ۱۹۰۶ء سے لے کر جو مسلم لیگ بنی اس کی پوری تاریخ پڑھ جائیے آپ کو کہیں ایسا نظر آئے گا کہ یار لوگ کہیں "نار نمرودی" میں کودے ہوں اور کود بھی کیسے سکتے تھے؟ عیش و نشاط کے پروردہ لوگ مشکلات کی راہوں پر کیسے چل سکتے ہیں؟

اور تو اور مسلم لیگ نے اپنی قیام پاکستان سے قبل کی زندگی میں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر جو کچھ کیا وہ ایک افسوسناک داستان ہے۔

بعض حقائق سے پردہ نواب سر محمد یامین خاں نے اپنی سوانح "اعمالنامہ" میں اٹھایا ہے جو ثقہ بند مسلم لیگی تھے، پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری تھے اور مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی اور نواب صفدر یار جنگ جیسے لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کریں تو آپ کو بہت سے رازہائے سربستہ کا علم ہو جائیگا۔

اور آج کوئی مسلم لیگی جرأت کر کے انکار کرے کہ یوپی کے انتخابات میں جمعیۃ علمأ ہند سے سمجھوتہ کے بعد جب لیگ کو کامیابی ہو گئی تو لیگ نے حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ سے واضح طور پر کہہ دیا کہ معاملاتا الیکشنی وعدے تکمیل کے لئے نہیں ہوتے۔

اور پھر اس حقیقت کو کون جھٹلائے گا کہ مسلم معاشرہ کی فلاح و بہبود اور اسلامی تشخص کے لئے جو بل پارلیمنٹ میں آئے (قیام پاکستان سے قبل) ان سب کو لیگی ممبران نے سبوتاژ کروایا۔ یقین نہ آئے تو خلع بل، شریعت بل، سارڈا ایکٹ وغیرہ کے متعلق آل انڈیا پارلیمان کی مصدقہ کارروائیاں ملاحظہ فرمالیں۔

جب ہوا میں سونگھ لیا گیا کہ تقسیم کا مسئلہ ناگزیر بن گیا ہے تو مسلمان قوم کی بلا شرکت غیرے قیادت کا نعرہ بلند کر کے یار لوگ میدان میں آگئے اور آخر وہ اس کے ہیرو بن گئے۔

لیکن اگر ہم یہ پوچھیں کہ قبلہ آپ نے پاکستان بنانے کے بعد پاکستان کی کیا خدمت کی، اسلام کی کیا خدمت کی تو شاید آپ کو ندامت کا سامنا کرنا پڑے؟

ہمیں تسلیم کہ آج کی جنگ میں آپ سرگرم عمل ہیں اور کوشاں ہیں، ہم اس کی قدر کرتے ہیں لیکن

اس حقیقت کو کون جھٹلائے گا کہ اسی ملک میں اسلام کی راہ روکنے میں اور اس ملک میں عوام کے حقوق کے پائمال کرنے میں، سیاسی مخالفین کو گالی دینے میں جماعتی ورکروں کو نوازنے میں اور مختلف النوع خرابیاں پیدا کرنے میں جن کا آج رونا ہے مسلم لیگی لیڈروں نے بنیادی کردار ادا کیا۔ مرزائیوں ہندوؤں اور عیسائیوں کو کلیدی اسامیوں پر براجمان کر کے نظریہ پاکستان کی مٹی پلید کی۔ تمام قوموں کو ہر معاملہ میں مساوی حقوق کا نعرہ لگا کر اسلام کا مذاق اڑایا۔ پارٹی اور حکومت فرد واحد کی جیب میں ڈال کر حالات کو ابتر کیا محلاتی سازشوں کے ذریعہ اپنی ہی پارٹی کے لوگوں کی حکومتیں برباد کیں۔ آئین نہ بننے دیا، اور مارشل لاء کی راہ ہموار کی۔ سکندر مرزا اور غلام محمد جیسے رسوائے زمانہ بیوروکریٹ مسند اقتدار پر پہنچے تو مسلم لیگی بزرگوں کی کرم فرمائیوں کے سبب اور پھر لیگی دوست جس طرح ان کے حضور آداب بجا لاتے وہ داستان بڑی ہی افسوسناک ہے۔ سرحد میں صوبہ کے بزرگ لیکن مظلوم سیاست دان خان عبدالغفار خان کے برادر ڈاکٹر خان صاحب مرحوم جو کانگریس کی صوبائی حکومت کے سربراہ تھے (قیام پاکستان سے قبل) اور جنہوں نے اپنی سیاسی تاریخ سے کبھی انکار نہیں کیا کہ وہ ون یونٹ کے زمانہ میں مغربی حصہ ملک کا سربراہ حکومت بنا لینا اور ان کی پارٹی میں جوق در جوق اور فوج در فوج شمولیت اختیار کر لینا ہی مسلم لیگی دوستوں کے لازوال کردار کا ایک حصہ ہے۔

ایوب خان آئے اور پھر کنونشن مسلم لیگ بنی تو کیسے؟ اور اس میں کون کون تھے؟ یہ تو کل کی بات ہے خود اس تجویز کے محرک ہمارے ممدوح چوہدری صاحب پیش پیش تھے یحییٰ خان سے اندرونی بیعت دیپتر کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور تو اور ذوالفقار علی بھٹو جیسے کرپٹ اور حیا و شرم سے عاری انسان کی پی۔پی۔پی میں آپ کو مسلم لیگ کے سکہ بند نظر آئیں گے قیوم خان ان کے حلیف ہیں تو دولتانہ نے ان کی ملازمت کی۔ شوکت پنجاب نے ان کے اعزاز میں شاندار ڈنر دے کر پی پی سے رشتہ استوار کیا یہ الگ بات ہے کہ اب پھر انہیں قوم کی خدمت پی این اے میں لائی ہے الغرض جہاں دیکھیں آپ کو مسلم لیگی بزرگ اور دوست نظر آئیں گے۔ مشرقی پاکستان میں جو ابھرے وہ کون تھے؟ مجیب صاحب کی لیگی حیثیت کا انکار کون کرے گا؟ گویا یار لوگ ہر سانچہ میں فٹ ہو جانے میں اہل ہیں ان مخلص کارکنوں کی قدر کرتا ہوں جو ہمیشہ اپنی سوچ کے مطابق نعرہ آزما ہے لیکن قیادت چاہے وہ صف اول کی یا صف ثانی کی اس کا مسئلہ بڑا نازک ہے اور گستاخی معاف اس کا کردار ایسا قابل رشک نہیں تقسیم سے قبل نہ بعد کہ اب آپ فرمائیں کہ سب ہمارے اندر جذب ہو جاؤ۔

ہمارے مخلص شیخ ظہور احمد آف ملتان آج کل لاہور کے ایک ہفت روزہ میں بہت اشتہار دے رہے ہیں تازہ اشاعت میں ہے کہ

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

ان کے اسی ارشاد کو ہم نے سرنامہ بنایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بانی پاکستان نے پاکستان اور مسلم لیگ کو اپنی دو نشانیاں قرار دیا۔ پھر دعوت دیتے ہیں کہ آیئے ان دونوں کے استحکام کے لیے صدق دل سے جدوجہد کریں لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے استحکام کی کب کوشش کی گئی مسلم لیگ پاکستان بننے سے قبل وڈیروں کا ایک ڈیرہ تھی، ملک بھر کے سر، خان بہادر انگریز کے مراعات یافتہ یمین ولیارمین اور آگے پیچھے نظر آتے تھے کوئی اتیار سینہ جہاں کھپ جائے تا ممکن اور پاکستان بننے کے بعد یہ جماعت اپنے مقاصد اور مواعید کو بھول کر اقتدار کی بھول بھلیوں پر محو ہو گئی رہ گیا پاکستان جی ہاں مظلوم پاکستان تو اس کی مسند اقتدار پر منڈل ظفر اللہ کو بٹھا جا نہ گیا صوبوں کے گورنر اور فوج کے سربراہ عیسائی بنائے وہ انگریز جو ہماری آزادی و حریت کے دشمن تھے۔ ۵۳ء کی مقدس تحریک میں نبی اسلام کے بہادر و مخلص کارکنوں نے حکومت کا زیر میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے سینے چھلنی کئے، اک حسین اور تاریخ ساز کردار کی روشنی میں آپ سب کو اپنے اندر کیسے جذب کرنے دعوت دیتے ہیں مگر جذب وادغام کی خواہش مخلصانہ اور ایسا ضرور ہے تو ہم دوسروں کی طرح آپ کی اتباع کریں اگر دوسرے اپنی تاریخ و روایات جماعتی تشخص سب ہی کی قربانی دیں تو آپ کو بھی قربانی دینی چاہئے میرے خیال میں چوہدری صاحب جیسے آدمی کو ایسی تجویز پیش نہ کرنا چاہئے تھی انہیں بہت زیادہ وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہئے تھا مشکل یہ ہے کہ مسلم لیگ کے نام پہ آج بھی بہت سے لوگ دوسرے بہت سوں کو گالی دیتے ہیں آخر قیوم خان کون ہے؟ اور یوسف خٹک کون ہیں جو آپ سے رشتہ جوڑ کر بھی منہ بسورے بیٹھے ہیں اور اس جماعت تک کو معاف نہیں کرتے جس کا قائد پوری ملت کا قائد ہے؟ وہی یوسف خٹک جو ایک بوریہ نشین سے دو دفعہ ضمانت ضبط کرا بیٹھے ہیں لیکن محض مسلم لیگی ہونے کے ناطے سے قیادت کا حق مانگتے ہیں اور جب نہیں ملتا تو شور مچا دیتے ہیں اور آپ ہیں کہ انہیں پوچھتے تک نہیں؟

ہم رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہمیں اتحاد بہت عزیز ہے اور ہم ان تھڑدلے لیڈروں کی طرح جو تنگ سوچ یا کسی دست غیب کی بنیاد پہ الٹی سیدھی ہانک رہے ہیں کہ اتحاد کو پارہ پارہ کریں بلکہ ہماری خواہش ہے کہ ملت ایک لڑی میں صحیح معنوں میں پرو دی جائے حتیٰ کہ ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کا مقدس نظام بحال ہو اور جماعت سازی و گروہ بندی اور اختلاف و اقتدار کا مسئلہ ہی ختم ہو لیکن اس کیلئے سب کو مسلم لیگی ہونے کی دعوت دینا انصاف نہیں تاریخ روشن اور تابناک ہوتی تو شاید سوچا جا سکتا جو اشارات کئے ان کے ہوتے ہوئے معاملہ بہت مشکل ہے امید ہے کہ ہمارے دوست نعرہ کی بجائے حقائق کی طرف نظر فرمائیں۔"

اللہ پاک ہمیں صحیح سوچ نصیب فرمائے

اتحاد سے انحراف کیوں؟

(از قلم۔ مولانا محمد یوسف علی ہاشمی۔ کراچی)

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے قابلِ رشک اتحاد، مستحکم تنظیم، بے پناہ جذبۂ ایثار، والہانہ اسلام سے محبت، بھرپور جذبۂ اخوت اور مسلسل جدوجہد کے ذریعہ با اخلاص قیادت کے تحت ایک آزاد مملکت پاکستان کو حاصل کیا تھا۔ جس وقت تک ان کا نصب العین "پاکستان" حاصل نہیں ہوا انہوں نے آرام و چین کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اپنی صفوں کو انہوں نے اس قدر مربوط و مضبوط بنا لیا تھا کہ وہ مجسم "کانہم بنیان مرصوص" بنے ہوئے تھے۔ نہ ان پر برہمن کی سازش کارگر ہوئی اور نہ ان پر انگریز کا جادو چل سکا۔ شیطان نے ہر محاذ پر ان سے ٹکر لی۔ اور خود پاش پاش ہو گیا۔ وجہ کیا تھی؟

مسلمانوں نے اتحاد محکم میں رخنہ ڈالنے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔ مسلمانوں کو اس وقت کی قیادت پر مکمل اعتماد تھا۔ اور قیادت نے بھی ان کو مایوس نہ کیا۔ دنیا کے دانشور اور مشتاقِ سیاست یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے جنون کو ایک حقیقت بنا کر پیش کر دیا۔ یہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایسا زریں باب ہے جو انہوں نے بیسویں صدی میں بھی اخوت اسلامی کا مظاہرہ کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ اور بتا دیا کہ ؎

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

مسلمانوں کو جب اپنے مقصد (حصولِ پاکستان) میں کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے لا انتہا مشکلات اور مصائب و آلام سے نجات حاصل کر لی اور اپنے لیے ہندوؤں اور انگریزوں کی بالادستی سے آزاد ایک وطن حاصل کر لیا۔ تو کچھ سکون کا سانس لیا۔ سستانے لگے۔ شیطان جو راستے میں گھات لگائے ہوئے تھا اس موقع سے فایدہ اٹھا کر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ ان کا جوش و خروش ٹھنڈا کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے حصول پاکستان کے مقصد کے لیے جن قایدین کو پیدا کیا تھا۔ ان میں سے اکثر یکے بعد دیگرے تھوڑے ہی عرصہ میں اس دنیا سے رخصت بھی ہونے لگے اور مسلمانوں میں مخلص رہنماؤں کا فقدان پیدا ہونے لگا۔ جاہ پسند اور خود غرض عناصر نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں سنبھال لی اور پاکستانی مسلمانوں نے اتحادِ محکم، اخوتِ اسلامی تنظیم اور جہدِ مسلسل کا پرانا سبق آہستہ آہستہ بھلا دیا ملتِ اسلامیہ کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ مفاد پرست اور روباہ صفت لیڈر میدان میں آ گئے ہمسلمانوں کی واحد سیاسی تنظیم کئی حصوں میں بٹ گئی۔ اتحاد کی جگہ افتراق نے لے لی۔ اس طرح ملتِ اسلامیہ پارہ پارہ ہو گئی جس کی وجہ سے سنتِ الٰہی کے مطابق جابر و ظالم حکمران اس نافرمان قوم پر مسلط ہوتے رہے۔ کیونکہ مسلمانانِ پاکستان نے اللہ کی عطا کردہ نعمت پاکستان کی قدر نہ کی اور نہ اس کا حق ادا کیا۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کی ناشکر گذار ہو جاتی ہے تو وہ نعمت ہی اس قوم کے لیے بجائے رحمت کے زحمت اور وبال جان بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ قطعی ہے:

لئن شکرتم لا زیدنکم ولئن
کفرتم ان عذابی
لشدید ہ

اگر تم ہماری نعمت کا شکر ادا کرتے رہو گے
تو تم کو مزید نعمتیں عطا کی جائیں گی اور
اگر تم کفرانِ نعمت کرو گے تو یاد رکھو
میرا عذاب بڑا سخت اور شدید ہے"

مسلمانوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہم کو انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے آزادی عطا کی جائے اور ہماری منشا کے مطابق اس سرزمین برصغیر کو تقسیم کر کے ہم کو اس کے ایک حصہ پر غلبہ اور حکومت عطا کی جائے تو ہم یہاں شریعتِ اسلامی کو نافذ کر دیں گے۔ اللہ کی اس سرزمین پر اللہ کا قانون جاری کریں گے۔ قانون اللہ کا ہو گا اور نیابت اللہ سے ڈرنے والے ایماندار بندوں کی ہو گی۔ اللہ نے تو مسلمانوں کی درخواست قبول کر لی اور ملک عطا کر دیا، حکومت مل گئی۔ غلبہ و طاقت بھی دی گئی، مگر افسوس کہ ہم نے قوم بنی اسرائیل کی طرح عہد شکنی کی۔ بجائے قانون شریعت نافذ کرنے کے وہی انگریزوں کا قانون جاری رکھا۔ ہم نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا، اپنی قوم کو دھوکہ دیا، علماء اسلام کو دھوکہ دیا جو تحریکِ حصولِ پاکستان میں سیاسی لیڈروں کے شانہ بشانہ معرکہ سر کر چکے تھے۔ اور اب تو بڑا ڈھٹائی سے کہا جانے لگا کہ یہ ملک سرمایہ داروں سے چھٹکارا پانے اور سوشلزم لانے کے لیے قائم ہوا تھا۔ بلکہ یہاں تک کہا جانے لگا کہ پرانا دو قومی نظریہ ختم ہو چکا اور اب اسلام کا فرسودہ نظام اس ملک میں نہیں چل سکتا۔ اسلام کی بات کرنے والوں کو ملاں اور رجعت پسند کہا جانے لگا، قرآن و سنت کا مذاق اڑایا جانے لگا، خالق کائنات کی بجائے عوام کو طاقت کا سرچشمہ قرار دیا گیا!

انّ الانسان لربہٖ لکنود

بشیک انسان خدا کا ناشکرا ہے

اللہ تعالیٰ نے جو لایخلف المیعاد ہے، ادعونی استجبلکم - کو پورا کر دیا۔ پاکستان جو مانگا تھا وہ دیدیا گیا، لیکن افسوس صد افسوس ہم نے بڑی بے وفائی کی۔ اپنے عہد کا ذرہ برابر احساس نہ کیا جس کی سزا ہمیں گذشتہ ربع صدی سے مل رہی ہے۔

اتحاد کیوں ضروری ہے؟ اب بھی اس کی ضرورت کیوں باقی ہے۔ ہماری گذشتہ تاریخ اس کا جواب یوں دیتی ہے:

اتحاد اس لیے ضروری ہے کہ اس میں کامیابی کا راز مضمر ہے، اسی سے قوموں کی تقدیر بدلتی ہے اتحاد ہی رضائے الٰہی کے حصول کا سبب ہے اتحاد ہی میں برکت ہے، اتحاد ہی میں رحمت ہے، قرآن اتحاد ہی کی دعوت دیتا ہے۔!

ارشاد باری ہے:

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔

"مسلمانوں سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اتحاد میں رخنہ نہ ڈالو منتشر نہ ہو جاؤ۔"

اللہ کی رسی کیا ہے؟ اللہ کی رسی اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے جس کو اللہ پاک نے بنی نوع انسانی کیلئے رہتی دنیا تک ایک مکمل ضابطہ حیات بنا کر بھیجا ہے قرآن و سنت کا نام ہی دین اسلام ہے۔ مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ خبردار سوائے اس ابدی ضابطۂ حیات اور قانون فطرت کے کسی دوسرے قانون یا کسی دوسرے ازم کو قبول نہ کریں۔ اللہ کے نزدیک جو طریقہ زندگی پسندیدہ ہے وہ اسلامی شریعت کے مطابق زندگی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ان الدین عند اللہ الاسلام۔

اب جو کوئی اس مکمل ضابطۂ حیات کو اس آسمانی قانون کو فرسودہ اور ناقابل عمل قرار دے گا اور دوسرا طریقۂ زندگی اختیار کرے گا وہ قرآن کی رُو سے غیر اسلامی طریقہ ہوگا جو اللہ کے نزدیک مردود ہوگا۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

اسلام کے آجانے کے بعد بھی جو کوئی سوشلزم کمیونزم، مارکزم، فاشزم، سیکولرازم یا کیپیٹلزم وغیرہ خود ساختہ ازموں کو قبول کرے گا وہ اللہ کا باغی اور سرکش سمجھا جائے گا۔ اگرچہ وہ زبانِ حال سے مسلمان ہونے کا کتنا ہی بلند بانگ دعویٰ کرے اور اپنے زعم باطل میں کتنا ہی اچھا رفاہی، اخلاقی آئینی یا اصلاحی کارنامہ انجام دے۔ اللہ کے نزدیک وہ سارے طریقہ ہائے زندگی ناقص، نامکمل گمراہ کن اور ناقابل قبول ہیں، جو انسان اپنے تجربات مشاہدات اور فہم و ادراک کی بنا پر بناتا ہے اگر ہم مسلمان ہیں تو صدقِ دل سے قرآن کو ماننا ہوگا۔ خاتم النبیین رحمت اللعالمین کی اتباع کرنی ہوگی۔ خالصتاً اسلامی نظام کو نافذ کرنا ہوگا۔ اور اگر کوئی ایسا نہیں کرتا، باطل نظام ہائے زندگی کی پیوند کاری ہی سے اپنی زندگی کو آلودہ کرنا چاہتا ہے تو پھر اسلام سے دستبرداری کا اس کو اعلان کرنا چاہیے۔ حق و باطل، سچ اور جھوٹ، دن اور رات، کھوٹا اور کھرا، تلخ و شیریں بھلا اور برا، نیک اور بد یکساں نہیں ہو سکتے ہر دو گروہ کے اعمال جدا جدا ہونگے اور ان کے نتائج بھی مختلف ہوں گے۔ ایک کی منزل جنت ہے اور دوسرے کا ٹھکانہ جہنم ہے ہر دو گروہ مساوی اور یکساں سلوک کے مستحق نہیں ہو سکتے

لا یستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ

جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں۔

افنجعل المسلمین کالمجرمین ۔

کیا اطاعت شعاروں کے ساتھ نافرمانوں کا سا سلوک کیا جائے گا؟ ہرگز نہیں!

پاکستان کا مسلمان ابھی اتنا گیا گذرا نہیں کہ کفر و الحاد کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اسلام سے یکسر منحرف ہو جانے کے لیے بآسانی آمادہ ہو جائے، ہاں وہ بہکایا جا سکتا ہے وہ دھوکہ میں آ سکتا ہے کیونکہ وہ اس کو گذشتہ پچیس تیس سال سے اسلام سے بیزاری ہی کا سبق پڑھایا جا رہا ہے، لیکن اس کے باوجود جس گھڑی اس کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن کا منکر رہا ہے اور رسول اکرم کی امت سے خارج ہو رہا ہے تو وہ خود کو بہت بڑا مجرم سمجھتا ہے اور چونک پڑتا ہے۔ یکایک اس کے ایمان کی چنگاری بھڑک اٹھتی ہے وہ اسلام کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیتا ہے۔ اس کا مشاہدہ متعدد مرتبہ پاکستان کی سرزمین پر ہو چکا ہے مسلمانان پاکستان نے جب بھی اتحاد کا بھرپور مظاہرہ کیا کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ باطل لرز اٹھا، ظالم سرنگوں ہوا منافقت کے کوہِ پیما سُورما اس اتحاد کے سیلاب میں تنکوں کی مانند بہہ گئے۔ آفریں ہے مسلمانانِ پاکستان پر کہ ہر آڑے وقت وہ ایک مضبوط چٹان کی طرح باطل کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور اپنے حق کو منوا کے چھوڑا۔ لیکن یہ کہتے ہوئے بڑا دُکھ ہوتا ہے کہ یہاں کے قایدین اور زعما متحد نہ رہ سکے۔ کاش وہ مشترک مقاصد میں تو اتحاد کو استوار کرتے اور اس کو برقرار رکھتے جب کبھی بھی یہاں کے زعما خاص طور پر علماء کرام کسی مقصد کے لیے متحد ہوئے ہیں۔ عوام نے ان کا بڑی ہی گرمجوشی سے استقبال کیا ہے اور ان کے ہر اشارہ ابرو پر سب کچھ لٹا دیا ہے، اپنی جانوں تک قربان کر دی ہیں، مگر وا حسرتا عوام کو ان سے جو دائمی امیدیں وابستہ ہوتی رہیں ہیں وہ ہر وقت سراب ثابت ہوئیں۔ اس لیے خاص طور پر پاکستان کی نئی نسل جو پاکستان بننے کے بعد وجود میں آئی ہے بے اعتمادی اور افراتفری کا شکار رہی ہے۔ اس ملک

مُسلمانانِ پاکستان نے جب بھی اتحاد کا بھرپُور مظاہرہ کیا کامیابی نے انکے قدم چُومے!

میں اسلامی نظام نافذ نہ ہونے کی ذمہ داری یہاں کے عامتہ المسلمین پر نہیں ہے، بلکہ یہاں کے سیاسی قایدین اور نام نہاد علماء ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ قوم نے ہر وقت ان کا ساتھ دیا ہے اور لیڈروں نے ان کو ہمیشہ دانستہ یا نادانستہ جھانسہ دینے کی کوشش کی ہے!

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس ملک کے دستور میں قرارداد مقاصد کو اس وقت تک شامل نہیں کیا جاسکا جب تک کہ مختلف مکتب فکر کے تمام علماء متحد ومتفق نہیں ہوئے۔ پھر عوام نے بھی ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ کیسے کیسے بے مثال مظاہرے کیے۔ گویا اتحاد ہی کی بدولت یہ مقصد پورا ہوا۔ علماء اور دیگر سیاسی قایدین کی متحدہ رہنمائی میں عوام ہی کے اتحاد سے اور عوام کی صبرآزما منظم تحریک کی بدولت نوے سال کا قادیانی مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کیا جاسکا۔ عوام ہی کے اتحاد اور قایدین کی متحدہ جدوجہد نے ایوب جیسے قومی آمر کو گھر بیٹھنے پر مجبور کردیا۔ عوام ہی کے تاریخی اتحاد اور لافانی جذبہ ایثار وقربانی نے مختلف جماعتوں کے متحدہ پلیٹ فارم "پاکستان قومی اتحاد" سے ایسی تحریک چلائی کہ تحریک قیام پاکستان کی تاریخ

آپس میں ایک دوسرے کے خلاف دست و گریباں تھے۔ عوام ان کی چپقلش اور آپس کی آویزش سے سخت نالاں تھے۔ اس موقع سے فایدہ اٹھاتے ہوئے شیطان نے جو مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے۔ ملک کو دہریت اور اشتراکیت کی راہ پر گامزن کردیا تھا۔ گویا بالفاظ دیگر پاکستانی قوم ایک آگ کے گڑھے کے دہانے پہونچ چکی تھی اللہ پاک نے اپنے فضل سے اکابرین ملت اور رہنمایان قوم کو توفیق خیر بخشی۔ ایک مرکز پر ان کو جمع فرمایا۔ مختلف الخیال علماء بھی متحد ہوگئے اور سیاسی قایدین بھی۔ اس اتحاد کا نام پاکستان قومی اتحاد رکھا گیا۔ یہ تاریخ پاکستان کا سنہری باب ہے کہ اس اتحاد سے پوری قوم وابستہ ہوگئی اور اس نے ایک پرچم تلے جمع ہوکر پوری قوت کے ساتھ جذبہ ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام تھا۔ یہ ہمارے بے انمول نعمت تھی۔ یہ اس مالک حقیقی کا بے پایاں کرم واحسان تھا کہ جس نے ہمارے دلوں میں محبت پیدا کردی، ایک دوسرے کے لیے برادرانہ جذبات ابھارے قرآن پاک کا یہ فرمان ہم پر پوری طرح صادق

تو اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا"

الحمد للہ تعالیٰ کی اس مہربانی اور نوازش کے بعد پھر ہم میں پھوٹ اور نااتفاقی پیدا ہو جائے پھر انتشار کے آثار پیدا ہو جائیں، پھر کسی کے سر پر

"انا ولا غیری"

کا بھوت سوار ہونے لگے۔ پھر خودغرضیاں اور مفاد پرستیاں اجتماعی قومی مفاد پر فوقیت دیکھانے لگیں پھر شیطان اپنا داؤ چلانے میں کامیاب ہوتا نظر آئے تو انجام کیا ہوگا ---؟

کیا ابھی ہمیں ہوش نہیں آیا؟ کیا تیس سال کی بادیہ پیمائی ملک کی شکست وریخت، قوم کی بے راہ روی، قصر اسلام کی تباہی وبربادی ہمارے لیے سبق آموز بن سکی؟ اب مزید کسی قسم کی ذلت و رسوائی کا مشاہدہ مطلوب ہے؟ کیا پاکستان کو صفحہ ہستی سے مٹاکر ہی ہم دم لیں گے۔ آخر ہمیں ایک ہونے اور ایک رہنے میں شرم کیوں آتی ہے اتحاد سے عار محسوس کیوں ہوتا ہے؟

بقول علامہ اقبال جبکہ:-

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانہ میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

عوام کے اتحاد کی بدولت ہی نوے سال کا قادیانی فتنہ ہمیشہ کیلئے دفن ہوا

کو دہرا کر رکھ دیا۔ اور اقوام عالم سے داد تحسین حاصل کی۔ مسلمانان پاکستان نے ایک مرتبہ پھر اپنے تازہ تازہ خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی ---! پاکستان کا چپہ چپہ خون مسلم سے نمناک ہوگیا جس کے نتیجے میں پاکستان کا سب سے بڑا ظالم جابر قاہر، شرابی، شعبدہ باز اور چالاک حکمران گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگیا اور آج اپنے تاریک دور کا خون ریزیوں اور بداعمالیوں کی جواب دہی کے لیے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہے۔ کیا ان حقائق سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں تو پھر اتحاد کی ضرورت سے انکار کیوں ---؟

حالیہ تحریک نظام مصطفیٰ سے قبل پاکستان میں علماء کرام اور سیاسی رہنماؤں کا یہ حال تھا کہ وہ

آیا: واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منها۔

اللہ کے اس فضل کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے بالکل ایک گڑھے کنارے پر کھڑے تھے

کیا پھر اتحاد سے انحراف کا نتیجہ تباہی نہیں؟ اللہ نے آدھا ملک چھوڑ کر ہمیں جو مہلت دی ہے اس میں ہم اس کی رحمت کے خواستگار ہونے کی بجائے اس کے قہر کو کیوں دعوت دے رہے ہیں؟

مسلمانو! غور کرو! اے اس شکستہ کشتی کے ناخداؤ!! ٹھنڈے دل سے کشتی کو بچانے کی فکر کرو! اندھے بن کر چپو چلانا چھوڑ دو--- کیا تم نے قوم سے وعدہ نہیں کیا تھا؟ کہ ہمارا نصب العین اور مقصد نظام مصطفیٰ لانا ہے، اس ملک میں شریعت کا نظام نافذ کرنا ہے؟ اب کس کے منہ سے کہتے ہو کہ مقصد پورا ہوگیا؟ کیا صرف بھٹو کو اقتدار سے علیحدہ کرنے کے لیے نظام مصطفیٰ کا جھوٹا نعرہ لگاکر سینکڑوں جانبازوں، طالب علموں

مزدوروں، کسانوں، دانشوروں، علماء وکلاء بچوں بوڑھوں اور عورتوں کا خون بہایا گیا تھا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا جواب سب کا ایک ہی ہے وہ یہ کہ: "ہرگز یہ مقصد نہ تھا" پھر ان بیواؤں کو کیا جواب دو گے جن کے شوہر شہید ہو گئے؟ ان یتیموں کو کیا منہ دکھاؤ گے جن کے والدین کام آئے؟ ان بہنوں کو کیسے مناؤ گے جن کے بھائی خاک وخون میں لوٹ گئے، ان ماؤں کو کیسے سمجھاؤ گے جن کی کڑیل اولاد ظالم کی تلوار کا نشانہ بن گئے ان اپاہجوں سے کیا کہو گے جن کے ہاتھ پاؤں، آنکھ ناک کان ضائع ہو گئے؟

خدارا خونِ شہیداں کی اتنی بے حرمتی نہ کرو۔ حصولِ مقصد (نفاذ احکام شریعت) تک تو متحد رہو تاکہ اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو جائے۔

بھٹو ہمارے نظام مصطفےٰ کے راستے کا ایک روڑا تھا جس کو ٹھوکر مار کر قوم نے ہٹا دیا۔ ابھی ہم آگے بڑھنا ہے، منزل قریب ہے۔ لیکن ہم ابھی تک وہاں نہیں پہونچے۔ راہ کے روڑوں کو ہٹا کر عارضی سکون کو منزل سمجھ بیٹھنا خود فریبی ہے خدارا قوم کو مایوس نہ کرو، قوم سے کیا ہوا وعدہ پورا کیجیے۔

ان العھد کان مسئولا

کی تنبیہ سے ڈرو۔ قوم نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی منتظر ہے۔ وہ کسی خاص شخص کے ہٹائے جانے اور کسی خاص شخص کو منصب اقتدار پر بٹھانے کی متمنی نہیں ہے۔ قوم کا ایک پسماندہ فرد بھی ہمارا امیر یا حکمران بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نظام شریعت نافذ کرنے میں مخلص باصلاحیت، ایمان دار اور سچا مسلمان ہو، قوم نے لاکھوں، کروڑوں روپے کی جائیداد رکھنے والے، ایئر کنڈیشنڈ محلات میں رہنے والے، شراب وکباب میں مست ومدہوش رہنے والے، غریبوں مزدوروں، کسانوں کے غم میں گھلنے والے، ملک کو توڑ کر بقیہ حصوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے، مسلسل قتل ناحق کرنے والے، بے گناہوں کو دردناک اذیتیں پہونچانے والے، چنگیز و ہلاکو کی یاد تازہ کرنے والے حکمرانوں کو سات سال سے آزمایا ہے اب کسی سردار وڈیرے یا طرہ باز خان کو قوم سر پر بٹھانے کے لیے تیار نہیں، قوم کا سربراہ یا حکمران وہی ہو گا جو ملک کی یکجہتی، نظریہ پاکستان اور قومی اتحاد کو برقرار رکھے، اور اسلامی نظام کو نافذ کر دے۔ یاد رکھیے کہ جو قوم بڑے بڑے سرکشوں اور فرعونوں کو سرنگوں اور غرق کر سکتی ہے وہ اتحاد سے انحراف کرنے والے اور اسے نقصان پہونچانے والوں کا بھی محاسبہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے مسلمانوں کا خون یونہی رائیگاں نہیں جائے گا ضرور رنگ لائے گا! اور ضرور رنگ لائے گا.........

تاریخ کے اس نازک اور اہم ترین موڑ پر مرکز گریزی انتہائی سنگین جرم ہے، منافقت ہے، قوم سے غداری کے مترادف ہے، قوم اس طرز اور روش کو برداشت کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ اتحاد کو پارہ پارہ کر کے قوم کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ اور خدا کو کیا جواب دو گے؟ جب کہ حکم خداوندی یہ ہے:

ولا تکونوا کالذین
تفرقوا واختلفوا من
بعد ما جاءھم
البینات واولئک
لھم عذاب عظیم ۝

"اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو پراگندہ ہو گئے اور جنہوں نے اختلاف کیا بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح ہدایات آ چکی تھیں اور وہی ہے جن کے لیے بڑا عذاب ہے"

پاکستانی مسلمان اپنی منزل پر پہونچنے ہی والے ہیں۔ انشاء اللہ وہ آگے بڑھتے ہی رہیں گے۔ افتراق پیدا کرنے والے لوگوں کو اپنی صفوں سے نکال باہر کریں گے۔ ان کی منزل نظام مصطفےٰ کا قیام ہے۔ ان کا مقصد اقامت دین ہے۔ ان کا مدعا پوری انسانیت کے لیے امن وسکون کا مثالی معاشرہ قائم کرنا ہے، اسلامی نظام اس ملک کا مقدر بن چکا ہے، اس کے بغیر یہ ملک برقرار نہیں رہ سکتا۔ جھوٹے اور پرکشش نعروں سے نظریہ پاکستان کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا، ہمارا مقصد صرف دنیا میں عیش کرنا نہیں۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے۔ یہ دنیا مومن کی کھیتی ہے اس کا ثمرہ جنت میں محفوظ ہے۔ ۝

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی!
ستارے جس کی گردِ راہ ہیں وہ کردراہ تو ہے

ہم کو اللہ تعالیٰ نے آگ کے گڑھے میں گرنے سے کیوں بچا لیا؟ اس لیے کہ ہم اسکی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں اور خالص اسی کی بندگی کریں، اُسی کے احکام کو مانیں اور اسی کے احکام کو نافذ کریں جس کا کھائیں اُسی کا حکم بجا لائیں، یہی راہِ ہدایت ہے اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ جو شخص خود راہِ ہدایت پر گامزن نہ ہو وہ بھلا دوسروں کو کیا خاک ہدایت پر لا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستانی مسلمانوں کو قومی اتحاد قائم کرنے کی توفیق عطا فرما کر حق و باطل کے معرکہ میں حق کی فتح کا مژدہ سنایا ہے اور قوم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ پاکستانی فرعون اور اس کے پیروکار (آل فرعون) قہر خداوندی میں غرق ہو گئے۔

واغرقنا آل فرعون وانتم
تنظرون ۝

کا منظر ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ اس کی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جو ہر صاحبِ بصیرت کو نظر آتی ہیں: کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ
لعلکم تھتدون ۝

"اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی ہدایات کو واضح کرتا ہے تاکہ تم راہ یاب ہو جاؤ"

تاریخ کے اس نازک اور اہم ترین موڑ پر مرکز گریزی انتہائی سنگین جرم اور منافقت ہے!

سنا گیا ہے کہ ایک محترم قاید اتحاد ی ٹرین میں سفر کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ سفر کے دوران انہوں نے کھڑکی سے جب باہر کی طرف جھانکا تو کچھ قد آور لوگ ان کو اپنی طرف بلاتے دکھائی دیئے۔ اس لیے انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ اب وہ اس تھکانے والے سفر کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ان کو حسب عادت قدیم چند گنے چنے ساتھیوں کے ساتھ ہوائی جہاز ہی کے ذریعہ سفر جاری رکھنا چاہیئے۔ ہمیں ان کے اس فیصلے پر کوئی حیرت نہیں ہوئی، بلکہ تعجب اس بات پر ضرور ہوتا تھا کہ وہ کس طرح صبر و سکون سے اپنی سانس روک کر اتحادی قایدین کے ساتھ اب تک ٹرین کے سفر میں ساتھ رہے۔ اس صبر آزما سفر کے ایک مرحلہ کی تکمیل پر ہم کو یہ یقین ہو چلا تھا کہ غالباً اب وہ محفل احباب میں بیٹھنے کے عادی ہو چکے ہیں اور اتحاد کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے، مگر ہماری توقعات نقش بر آب ثابت ہو رہی ہیں، تاہم ہم اپنا اخلاقی اور دینی فریضہ سمجھتے ہیں کہ ادباً ان سے گذارش کریں کہ:

محترمی! خدا کے لیے ملت اسلامیہ کے شیرازے کو تار تار نہ کیجئے، دشمن کو بغلیں بجانے کا موقع نہ دیجئے اور اولیں فرصت میں اپنے فیصلے پر سنجیدگی سے نظر ثانی فرمایئے۔ کاش ہماری آواز ان پہ کچھ اثر کر جائے۔

اس مرحلہ پر ہم پاکستان قومی اتحاد کے تمام ہی واجب الاحترام قایدین سے مخاطب ہونے کی جسارت کرتے ہیں کہ ان پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ پوری قوم نے ان کا ساتھ محض اتحاد کی وجہ سے دیا تھا۔ اتحاد کے ہر قاید کو قوم نے ملت کے جسم کا ایک عضو تصور کر کے سر اور آنکھوں پہ بٹھایا تھا۔ کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہونے پائے کہ وہ اتحاد سے کٹ کر بھی قوم سے اسی قسم کا والہانہ عقیدت کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ خدانخواستہ اگر قومی اتحاد کی ایک ایک جماعت الگ الگ ہو جائے اور اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں رہ کر پہلے کی طرح کام کرنے لگیں تو ناممکن ہے کہ قوم پوری کی پوری کسی جماعت کی طرف جھک جائے۔

اتحاد و اتفاق کو مستحکم کیے بغیر
وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا
جو اہل پاکستان کی آرزؤں اور تمناؤں
کا مظہر ہے جسکو نظامِ مُصطفٰے کا نام دیا گیا!

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

یہ اتحاد ہی کا طفیل تھا کہ سارے قایدین جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے بند تھے اور قوم نے ان کی غیر موجودگی میں ایسے اتحاد اور مسلسل جدوجہد کا مظاہرہ کیا تھا کہ خود قایدین بھی قوم کے اس تاریخی کردار پر جیلوں میں داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ اتحاد ہی کا فیض تھا کہ کراچی میں اتحاد کے ایک قاید کو ایئر پورٹ سے شہر کے قلب تک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے لاکھوں انسانی سروں کے سمندر سے گذرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اگر وہ اب اتحاد سے خارج ہو کر اپنے طیارہ میں سفر کرتے ہوئے بھی تشریف لائیں گے تو شاید طائران شہر ان کا کچھ دور ساتھ دیں تو دیں لیکن عامۃ المسلمین کے عظیم اجتماع یا ان کے عوامی استقبال کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے بلکہ اس کے برخلاف وہ عوام کو برگشتہ پائیں گے زمین پر بسنے والے، آبادیوں میں رہنے والے انسان بھلا کس طرح ہوائی جہاز کے ساتھ دوڑ سکتے ہیں؟ ہر شخص اپنی مرضی کا آپ مالک ہے، اگر کوئی ایک صاحب اتحاد کے پرچم سے اپنا ایک ستارہ لے کر آسمان کی طرف اڑ جانا ہی چاہتے ہیں اور اتحاد کی مرکزی کونسل اس جماعت کے اخراج ہی کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جائے تو ہماری رائے میں اس جماعت کی جگہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کو ملنی چاہیے جو من حیث الجماعت اتحاد میں شریک نہ ہو سکنے کے باوجود دوسری کسی نہ کسی جماعت سے منسلک ہو کر تحریک نظام مصطفےٰ میں مربیک رواں دواں رہی۔

اس طرح ایک ٹوٹے ہوئے تارے کی جگہ بھی دوسرے تابناک ستارے سے پُر ہو جائے گی اور طالع آزماؤں کو بھی اپنی قسمت آزمانے کا ایک اور موقع مل جائے گا۔ جو لوگ بنے ہوئے گھر کو بگاڑ کر فضا میں اپنا آشیانہ بنانا چاہتے ہیں وہ عنکبوتی تاروں سے اپنا قلعہ تعمیر کرتے ہیں۔

و ان اوهن البيوت لبيت
العنكبوت لو كانوا يعلمون

"سب سے کمزور ترین گھر مکڑی کا گھر ہے کاش وہ اس کو جانتے"

ہر آں کہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

آخر میں ہم پاکستان قومی اتحاد کے محترم قایدین سے ادباً دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ ازراہِ کرم ملک کی اس نازک گھڑی میں پوری فراست اور دیانت داری کے ساتھ قوم کی رہنمائی فرمائیں۔ قوم کی پیش کردہ بیش بہا قربانیوں کو ضائع نہ کریں متضاد بیانی سے گریز فرمائیں، اگر کسی مسئلے میں اختلاف رائے ہو تو بیٹھ کر آپس میں طے کرلیں، اخبارات میں ایسے بیان دینے سے گریز کریں جس سے عوام کا اعتماد قومی اتحاد سے متزلزل ہوتا ہو۔ قوم بدگمانیوں کا شکار نہ ہونے پائے۔ اب جب کہ انتخابات ملتوی ہو چکے ہیں قومی اتحاد کے قایدین کو عوامی رابطہ کے لیے کئی گروپ تشکیل دینے چاہیئں اور عوام کے حوصلوں اور امنگوں کو بڑھانا اور برقرار رکھنا چاہیے موجودہ اتحاد کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا جائے ...... پاکستان قومی اتحاد کو ایک جماعت کی شکل میں مستحکم سے مستحکم تر بنایا جائے۔ اس کا ایک دستور بھی ترتیب دیا جائے جس کی روشنی میں قومی اتحاد کی شاخیں تمام صوبوں اور اضلاع سے گذر کر ایک ایک قصبہ اور دیہات تک میں قائم کی جائیں۔ اور ان میں ہر سطح پر شریک تمام جماعتوں کی نمائندگی ہو۔ بہرحال ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کو مستحکم کیۓ بغیر وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جو اہل پاکستان کی آرزؤں اور تمناؤں کا مظہر ہے جسکو

نظامِ مصطفیٰ کا نام رہا ہے ۔

ز اتفاق مگس شہد می شود پیدا
خدا چہ لذتِ شیریں در اتفاق نہاد

جب تک اس ملک میں مسلمان باقی ہیں اسی قومی اتحاد کے ذریعہ نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کی جدوجہد کرتے رہیں گے۔ بھلائیوں کا حکم کریں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور قوانینِ شریعت کے نفاذ کے بعد ملت کے شیرازے کو متحد و منظم رکھیں گے تاکہ بین الاقوامی سطح پر اسلام کی ترویج و توسیع کا کام جاری رہ سکے اور پاکستان کے مسلمانوں کا اتحاد ان کی یہ قومی تنظیم دیگر بلادِ اسلامیہ کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو جیسا کہ اللہ پاک نے ہمیں حکم دیا ہے:

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون ۰

اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو نیکی کی دعوت دے اور معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

مگر خدانخواستہ ہزار بار خدانخواستہ اتحاد ٹوٹ گیا تو آناً فاناً طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کو بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کو اپنے نرغے میں لے لیں گی اور مرے ہوئے جانور پر جس طرح مردار خور درندے اور پرندے ٹوٹ پڑتے ہیں اسی طرح اس ملک کو اور اہلِ ملک کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے۔ خدا وہ دن ہم میں سے کسی ایک کو نہ دکھائے آمین

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستان کے باشندو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اللہم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الاخرۃ۔ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین ونجنا برحمتک من القوم الکافرین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۰

حالیہ تحریک میں علما کا کردار

تحریر: محمود عارف لاہور

حالیہ تحریک جسے بالعموم "تحریک نظام مصطفیٰ" کا نام دیا جاتا ہے اگرچہ تمام مکاتب فکر کے لوگوں کی شرکت سے کامیابی سے ہمکنار ہوئی ہے [illegible] میں علما بھی گرم سفر تھے اور طلبا بھی [illegible] بھی شریک کارواں تھے اور مذہبی عمائد بھی۔ دانشور بھی گام فرسا تھے اور ادیب اور صحافی بھی۔ محنت کش بھی ہم نوا تھے اور کسان بھی، مگر یہ بات اہل فکر و نظر سے مخفی نہیں اور نہ ہونی چاہیے کہ اس تحریک میں قوم کے ہراول دستے اور قلب لشکر کی حیثیت اگر کسی نے حاصل کی ہے تو علمائے کرام کی مقدس اور ہمہ صفت ہستیاں ہیں جنہوں نے بے غرض اور بے لوث ہو کر تحریک کو اپنے انجام تک پہونچانے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ ان درویش صفت انسانوں نے کسی موقع پر بھی پست ہمتی کا ثبوت نہیں دیا۔ ان کے پاس نہ تو جاگیرداروں کے بکھیڑے اور کوٹھیوں کے چکر تھے، لے دے کے ان کے پاس صرف مساجد ہی تھیں جن سے ان کا روزگار وابستہ تھا۔ مگر ایسے واقعات سینکڑوں ہیں کہ انہیں جیل خانے یا تحریک میں بھرپور شرکت کرنے کی پاداش میں مساجد کی خطابت و امامت سے بھی محروم کر دیا گیا۔ اور انہیں اپنی معاش [illegible] کے لیے کسی اور دروازے کو کھٹکھٹانا پڑا۔ مگر اس کے باوجود بھی مجال کیا، جو تحریک کی آن بان اور شان و شوکت میں کوئی فرق آنے دیا ہو!

اگرچہ واسطہ ایسے شخص سے پڑا تھا جو فراعنۂ مصر کی بدترین یادگار قرار دیا جا سکتا ہے، مگر یہ فقیر، خاک منش انسان جب عصائے موسیٰ تھام کر باہر نکلے تو دشمن کو میدان چھوڑتے ہی بنی --- !

تحریک کے دوران کئی مواقع ایسے آئے کہ جب عام تاثر یہی تھا کہ اب تحریک آخری دموں پر ہے، مگر علمائے کرام کے اچانک میدان میں کود پڑنے سے آناً فاناً پانسہ ہی پلٹ گیا اور تحریک میں نئی روح پھونک دی گئی۔ مثال کے طور پر مسلم مسجد لاہور کے سانحہ سے پہلے تحریک کے متعلق کچھ اچھے تصورات نہ تھے۔ مگر مسلم مسجد میں اس واقعہ کو بلاشبہ برصغیر پاک و ہند کی پوری تاریخ میں بدترین واقعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ علما و طلبا کی داڑھیاں نوچنے، عین حالتِ نماز میں ایف ایس ایف کے غنڈوں کے لاٹھی چارج کرنے اور مسجد کے وسیع صحن کو خون سے لالہ زار کرنے اور داڑھیوں کے بالوں سے پراگندہ کرنے سے جس خونی اور رنگین صبح نے جنم لیا وہ بھٹو کے مکمل خاتمے تک بدستور برقرار رہی۔

تحریک کے دوران علمائے کرام نے کیا کیا فرائض انجام دیئے انہوں نے بیک وقت کتنے محاذوں پر جنگ لڑی؟ اس کا ہلکا سا اندازہ ذیل کے مندرجات سے کیا جا سکتا ہے:

۱۔ تحریک کی قیادت

دنیا جانتی ہے کہ کہہ دینا آسان ہوتا ہے مگر عمل کرنا مشکل، ڈینگیں مارنا تو سہل ہوتا ہے مگر واقعی کچھ کر کے دکھانا جگر گردے کا کام اور اہل عزیمت کا شیوہ ہے۔ اسی طرح تحریک کو اٹھا دینا تو کچھ مشکل نہیں، مگر اس تحریک میں سب سے پہلے اپنے آپ کو قربانی کا بکرا بنا کر پیش کرنا صرف جی داروں کا وطیرہ ہے۔ علمائے کرام نے صرف تحریک ہی نہیں اٹھائی، بلکہ اس کی مرکزی صوبائی، شہری اور دیہی سطح پر اس طرح قیادت کی کہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ وہی دشمن کے حملے کا نشانہ بنے، مگر انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی ---!!

۲۔ ذہن سازی

تحریک کی ایک اور ضرورت بھی انہی ہی نے پوری کی، وہ ہے ذہن سازی اور مورال (MORAL) کے بلند رکھنے کی ضرورت اور اہل نظر جانتے ہیں کہ سب سے مشکل کام حالت جنگ میں (خواہ سرد جنگ ہو یا گرم) لڑنے والوں ([illegible]) اور ان کی امداد کنندگان کے ذہن بنانا اور ان سے مورال (خصوصاً) بلند رکھنا ہوتا ہے۔ تحریک کے دوران علمائے کرام نے جس خوش اسلوبی سے یہ فریضہ مساجد کے اسٹیج سے ادا کیا وہ کچھ انہی کا حصہ ہے اور اس پر اس طبقۂ فکر کے تمام رہنما مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اگر خدانخواستہ تحریک کا یہ پہلو نامکمل رہتا تو تحریک کی کامیابی معرض خطر میں پڑ سکتی تھی۔

۳- قربانی

تحریک میں ایک اور چیز جو انتہائی اہم رول ادا کرتی ہے وہ ہے فقط قربانی (SACRIFICE) جس طرح پودے اور نباتات آبیاری سے پھلتے پھولتے اور سرسبز و شاداب ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر تحریک خون کی آبیاری چاہتی ہے۔ اس کے پودے کو بار آور ہونے کے لیے انسانوں کے گرم گرم اور سرخ لہو کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اس کالی دیوی کی یہ خواہش پوری نہ کی جائے تو وہ کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو پاتی۔ حالیہ تحریک کو خون سے لالہ زار کرنے والوں میں علماء کرام کا نام بھی سرفہرست شامل ہے۔ انہوں نے اپنے سینوں سے اپنی گردنوں سے اپنے ہاتھوں پاؤں اور جسم کے مختلف حصوں سے تحریک کو خون کا نذرانہ پیش کیا، نہ جانے کتنے حافظ صابر شہید (جامعہ مدنیہ میں تعلیم پانے والا ایک کوٹ پنڈی داس کا طالب العلم جو نو اپریل کو شہید ہوا) اور کتنے حافظ جلال الدین اکبر شہید (لاہور کا ایک فرزند جس پر لاہور کو فخر حاصل رہے گا) اس تحریک میں نذرانہ بنے اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر کے وطن عزیز کی جڑوں کو تازہ اور جوان خون فراہم کیا۔

۴- بے لوث کارکن

کسی بھی تحریک کے لیے کارکن (WORKERS) اس کی جان ہوتے ہیں، محض لیڈر شپ تحریک کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتی جب تک اسے مخلص اور بے لوث کارکن (WOORKERS) میسر نہ ہوں۔ حالیہ تحریک میں علماء کرام نے اس پلیٹ فارم پر بھی خوب نبھائی ہے۔ تحریک کے لیے بلا معاوضہ اور بلا غرض رات دن کام کرنا، انہی کا خاصہ ہے۔ تمام دن تحریک کے مختلف کاموں کے لیے تگ و دو اور رات بھر مساجد میں اذانیں دینا اور دلانا، ان ہی کا کارنامہ ہے، اگر تحریک کو ان جیسے مخلص اور بے لوث کارکن میسر نہ آئے تو اس کے لیے یہ دن دیکھنا محال اور ناممکن تھا۔

۵- پروپیگنڈہ

تحریک کے حق میں پروپیگنڈہ بھی انتہائی اہم اور ضروری عنصر ہے۔ معاشرے کے مختلف عناصر کو اپنے گوناگوں پروپیگنڈے سے متاثر کر کے اپنا ہمنوا بنانا علماء کرام ہی کا حصہ ہے۔ یہ کام ذہن سازی کی اجتماعی کوششوں کے بجائے انفرادی اور جزوی کوششوں سے تشکیل و تکمیل پاتا ہے۔ مخالف و موافق دونوں طبقوں کو متاثر کر کے اپنی مرضی کا ان سے کام لینا (موافقوں سے مدد کا اور مخالفوں سے اپنے خلاف عدم استعمال کا) بلاشبہ ان کی کوششوں کا مرہون منت ہے۔

۶- تحریک کی مذہبی بنیادیں

اگر کسی تحریک کے پس منظر میں صرف سیاسی تصورات ہوں تو اس کی کامیابی کے امکانات بہت ہی کم ہوتے ہیں، لیکن اگر کسی تحریک کے ساتھ ساتھ مذہبی اور دینی بنیادیں بھی استوار کر دی گئی ہوں تو اس کی کامیابی کو شک و شبہ سے بالاتر خیال کیا جا سکتا ہے، اگر اس حالیہ تحریک کی اساس محض سیاسی (یعنی انتخابات میں دھاندلی یا بھٹو دشمنی) تک محدود ہوتی تو اس تحریک کا مستقبل یقیناً خطرناک ہوتا، مگر علماء کرام نے اس تحریک کی اساس ہی "نظام مصطفیٰ کے قیام" پر رکھی اور سیاسی مقصد کو پس منظر میں کر دیا۔ مذہبی اور سیاسی دنیا کے سنگم نے مل جل کر جو کارنامہ انجام دیا وہ کسی اکیلے دکیلے کے بس کا روگ نہ تھا۔ اس طرح علماء کرام تحریک کے روح رواں بنے رہے اور تحریک مذہبی اور دینی اساس کے ارد گرد ہی چکر کاٹتی رہی۔

۷- خلوص اور للّٰہیت

مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیش نگاہ رہے کہ علماء کرام نے جو [illegible] سلسلے میں سرانجام دیں، اس سے ان کا [illegible] کسی مالی یا دنیاوی منفعت کا حاصل کرنا قطعاً نہیں تھا۔ انہوں نے جو یہ ناممکن کارنامہ کر رکھایا ہے یہ صرف ان کے جذبہ خلوص اور ولولۂ للّٰہیت کا آئینہ دار ہے۔ ان کے پیش نظر دنیا کی بجائے آخرت کی، لوگوں کے بجائے خدا کے حضور کی سرخروئی تھی۔ اس جذبہ سے سرشار ہو کر انہوں نے محنت اور لگن سے کام کیا اور تحریک کو اپنے نقطۂ انجام تک پہونچا کے چھوڑا۔

یہ صرف علماء کرام کی کوششوں کا ہلکا سا خاکہ ہے، ورنہ ان کی کوششیں اس سے کہیں زیادہ اور اس سے کہیں زیادہ وسعت رکھتی ہیں۔

اس بے مثل قیادت اور تحریک میں اہم رول ادا کر کے علماء کرام نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ آج کے اس گئے گذرے دور میں بھی ملک کی سب سے بڑی قوت ہیں اور یہ کہ وہ آج بھی اپنے دلوں میں دین کے لیے قربانی کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں اور یہ کہ کوئی حکومت شریعت اسلامیہ کو نظر انداز کر کے پاکستان میں نہ کامیاب ہو سکتی ہے نہ ہونے دی جائے گی۔

آخر میں تحریک کے دوسرے اہم طبقوں سے معذرت کے ساتھ یہ گذارش کی جاتی ہے کہ وہ مندرجہ بالا سطور کو اپنے خلاف نہ سمجھیں، ہم تحریک سے متعلق تمام طبقوں کے قدر دان ہیں اور معترف ہیں۔

مندرجہ بالا سطور صرف ایک پہلو کی وضاحت سے متعلق ہیں۔ اس سے تحریک سے وابستہ کسی دوسرے طبقے کو گھٹانا بالکل مقصود نہیں، بلکہ محض علماء کرام کی ان اجتماعی اور انفرادی کوششوں کو ہدیہ تبریک پیش کرنا ہے جنہوں نے سید احمد شہیدؒ کے مشن کو ایک بار پھر زندہ کر دکھایا ہے۔ اور یہ نعرہ بلند کیا ہے کہ:

شور لیست کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں
یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!

عبدالصمد صارم الازہری
یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور

آدابِ میزبانی و مہمانی



مہمان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی خدمت کرنا میزبان کا فرض ہے اس سے کوئی کام لینا یا فرمائش کرنا بری بات ہے مہمان کے سامنے تنگ دستی کا اظہار کرنا برا ہے بلکہ کشادہ دستی کا اظہار کرنا چاہیئے کہتے ہیں کشادہ پیشانی اور خوش روئی ہزاروں خاطر مدارات سے بہتر ہے ہمیشہ کھانے پینے چیز کو مسکراتے ہوئے پیش کرنا آدابِ میزبانی سے ہے مہمان آئے تو خوش آمدید یا مرحبا وغیرہ جیسے کلمات کہنا ضروری ہے۔ بلکہ یہ بھی کہنا چاہیئے آج کتنا اچھا دن ہے یا کیسا مبارک دن ہے تکلیف کی وجہ سے کھانے میں اتنی دیر کرنا کہ مہمان کو بھوک پیاس کی تکلیف ہو بری بات ہے۔

اہل عرب کہتے ہیں، مہمان آئے تو خوش روئی سے ملنا اور کھانا کھلانا خوب ہے ۔۔ ایک عرب شاعر کہتا ہے وہ ہمارے یہاں مہمان آتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ صاحب خانہ ہے اور ہم مہمان ہیں ۔۔۔ کہتا ہے سوائے ان چیزوں کے جو خدا نے حرام کر دی ہیں میرے گھر کی ہر شے مہمان کے لیے حلال ہوتی ہے"

ایک سخی سے پوچھا گیا مکارم اخلاق کیا ہیں؟ کہا اترتے ہی مہمان کو کھانا کھلانا اور مسکراہٹ سے اس کا پیٹ بھرنا۔ اگرچہ کتنی ہی تنگ دستی کیوں نہ ہو۔

مہمان کی سواری یا سواری کے جانور کی دیکھ بھال کرنا میزبانی کے فرائض سے ہے مہمانوں سے خندہ پیشانی سے ایسی باتیں کرنا جن سے وہ خوش ہوں لازمۂ میزبانی ہے۔ مگر زمانے کے شکوے شکایت، رنج والم اور تنگ دستی وغیرہ کا بیان نہ کرنا چاہیئے۔ ایسی باتیں بھی نہ کرے جنہیں سن کر ان پر خوف طاری ہو یا دل گرفتہ ہو جائے۔

کہتے ہیں اسحاق بن ابراہیم ظاہری نے اپنے کچھ دوستوں کو صبح کے ناشتے پر بلایا۔ ہریسہ لایا گیا مہمان بڑے شوق سے کھا رہے تھے کہ ایک پیالے میں ۔۔ نکل آیا، اسحاق نے خادم کو بلا کر اس کے کان میں کچھ ۔۔ تو وہ سرپوش سے ڈھکی ہوئی ایک پلیٹ لایا جسے کھول کر دیکھا تو باورچی کا کٹا ہوا ہاتھ دھرا تھا، سارے مہمان اس کے اس ظلم سے مکدر ہو گئے اور اٹھ کر چلے گئے۔

مہمان کے سامنے غصہ کرنا یا کسی خادم پر ناراض ہونا بری بات ہے کسی کو جھڑکنا یا گالی دینا بھی برا ہے ہر طرح ان کی خوشی کا خیال رکھنا چاہیئے اور دل کو خوش کرنے والی باتیں کرنی چاہئیں۔

ایک شخص نے اپنے دوستوں کی دعوت کی اس کا ایک خوبصورت لڑکا تھا جو ہر روز صبح صبح مہمانوں کی خاطر مدارات کرتا اور رات کو ان کے ساتھ ہنسی خوشی کی باتیں کرتا تھا مہمان اس سے بہت مانوس ہو گئے تھے، قضارا ایسا ہوا کہ وہ چھت سے گر کر مر گیا تو اس شخص نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ صبح تک بالکل آہ و زاری نہ کرے، رات ہوئی تو دوستوں نے لڑکے کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگا سو گیا ہے، صبح ہوتے جب دوست رخصت ہونے لگے تو بولا ذرا ٹھہرو لڑکے کی نماز جنازہ پڑھتے جانا کیونکہ رات وہ گر کر مر گیا تھا۔ وہ کہنے لگے آپ نے ہمیں رات ہی یہ بات کیوں نہ بتائی؟ بولا اس لیے کہ کسی دانا انسان کو مہمانوں کے دل کو مکدر نہ کرنا چاہیئے لوگوں نے اس کے صبر و تحمل کی بڑی تعریف کی اور اس عمل پہ بڑی حیرت کی۔

اپنے خادموں اور گھر والوں کو تاکید کرنی چاہیئے کہ وہ مہمان کے سامان کا خیال رکھیں اور اس کی خدمت کریں۔ اگر مہمان لطائف و ظرائف سے محظوظ ہونے کی قابلیت رکھتا ہو تو اس سے پاکیزہ لطیفے اور ظرافت کی باتیں کرنی چاہئیں۔

ہندوستان کے ایک راجہ کا قول ہے کہ جب کوئی آئے تو اسے پہلے بیت الخلاء وغیرہ کی جگہ بتا دو۔ بعض اوقات اسے ضرورت ہوا وہ شرم کی وجہ سے نہ پوچھ سکے کیونکہ ایک دفعہ میں ایک جگہ مہمان ہوا تو مجھے بڑی سخت تکلیف ہوئی اور شرم کی وجہ سے دریافت بھی نہ کر سکا

مہمان کو چاہیئے کہ کسی کھانے پینے کی چیز کی فرمائش نہ کرے اور کسی کھانے پینے کی چیز کی برائی نہ کرے۔ اگر وہ بدمزہ ہی کیوں نہ ہو بلکہ تعریف کرے، البتہ اگر کسی بے تکلیف دوست کے مہمان ہوا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میری فرمائش سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی بلکہ خوشی ہوگی تو فرمائش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بلکہ بے تکلیف دوست کے گھر اگر وہ موجود بھی نہ ہو تو خود کھا پی سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بریرہؓ کے گھر تشریف لے گئے وہ موجود نہ تھیں تو آپ نے خود کھانا اتار کر نوش فرما لیا۔

ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک بقال دوست کے ہاں گئے تو کسی ٹوکری میں سے انجیر اور کسی میں سے پستے تناول فرمانے لگے ہشام ان کے ساتھ تھے۔ کہنے لگے اے ابو سعید! تقویٰ کہاں گیا؟ فرمایا ارے وہ آیت پڑھ جس میں کھانے کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کوئی حرج نہیں اگر تم اپنے یا اپنے دوستوں کے گھروں میں ساتھ بیٹھ کر یا تنہا تنہا کھاؤ۔

ایک دفعہ حضرت امام شافعی اپنے ایک دوست زعفرانی کے ہاں بغداد میں ٹھہرے ۔۔۔ ہر روز قسم قسم کے کھانوں کے نام ایک پرچے پر لکھ کر لونڈی کو دے دیا تھا، ایک دن لونڈی کے ۔۔۔

کہ امام شافعی نے اس میں ایک اور کھانے کا اضافہ کر دیا زعفرانی کو پتہ چلا تو اس نے اس خوشی میں کہ امام صاحب نے فرمائش کی ہے اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ مہمان کے سامنے سارے کھانے ایک ساتھ رکھ دینے چاہئیں تاکہ وہ اپنی پسند کا کھا سکے اور اپنے گھر والوں کے انتظار میں کھانا کھلانے میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔

ایک دفعہ امام شافعی امام مالک کے مہمان ہوئے تو امام مالک نے ان کے ہاتھ دھلائے اور فرمایا میرے اس فعل پر کبیدہ خاطر نہ ہونا کیونکہ میزبان کا فرض ہے کہ وہ مہمان کی خدمت کرے۔ کسی مزے دار کھانے کو مہمان کے ہاتھ روک لینے سے پہلے اٹھوا لینا بخیلی ہے یہ کہہ کر اٹھوانا بھی بخیلی ہے کہ دوسرے مہمانوں کے لیے اٹھا رکھو۔ اپنے کھانے کی بہت زیادہ تعریف کرنا بھی بخیلی میں داخل ہے! یہ کہنا بھی بخیلی ہے کہ فلاں چیز بہت گراں ہے۔

مہمان کو چاہیئے کہ اگرچہ پیٹ بھرا ہوا ہو تب بھی میزبان کے ساتھ شریک طعام ہو جائے صاف انکار نہ کرے۔ ایک شخص ایک بدو کا مہمان ہوا تو کہنے لگا میں کھانا کھاؤں گا صرف ٹھہرنے کی جگہ چاہتا ہوں بدو بولا اگر ایسا تھا تو کسی اور کے مہمان بنتے، میرے ہاں تو کھانا پڑے گا۔

ایک تاجر محمد بن قاسم کرخی کے پاس کپڑے فروخت کرنے کے لیے لایا کرتا تھا۔ بات چیت ہو رہی تھی کہ اندر سے طباق میں کچھ پھل آ گئے تو وہ اور ان کے دوست کھانے لگے۔ تاجر اٹھ کر جانے لگا تو انھوں نے کہا ارے! یہ کیا بد خلقی ہے۔ کہاں جاتے ہو ہمارے ساتھ شرکت کرو۔ پھر کھانا آیا تو اس نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ اگلے دن ان کا غلام اس تاجر کو بلانے آیا اور کہا تمہیں آقا بلاتے ہیں اور کہتے ہیں مجھے بھوک کم لگتی ہے کل تجھے خوب کھاتے دیکھا تو مجھے بڑا اچھا لگا روزانہ ہمارے ساتھ آ کر کھانا کھایا کر۔

مہمان کا فرض ہے کہ اگر صاحبِ خانہ اسے عزت کی جگہ پر بٹھانا چاہے تو انکار نہ کرے اور اگر ہاتھ دھلانا چاہے تو ہاتھ نہ کھینچے کہتے ہیں ایک سخی کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ مہمانوں کے ساتھ کج خلقی سے پیش آتا ہے۔ ایک دانا نے یہ بات سنی تو سوچا ایسا اس لیے ہو گا کہ مہمان بدتمیزی کرتے ہوں گے چنانچہ وہ اس کے ہاں مہمان بن کر گیا تو اس نے اس کا پرتپاک استقبال کیا پھر صدرِ مجلس میں بٹھایا تو وہ بیٹھ گیا مسند پیش کی تو مسند لگائی پھر پوچھا کیا شطرنج کھیلنا جانتے ہو؟ وہ بولا ہاں، دونوں کھیلتے رہے، کھانا آیا تو اس نے اچھے اچھے کھانے پیش کیے وہ ہر کھانے میں سے کچھ نہ کچھ لے لیتا، کھانے کے بعد طشت اور لوٹا لایا گیا اور اس نے خود مہمان کے ہاتھ دھلائے تو اس نے کچھ نہ کہا، باہر نکلنے لگا تو اس نے جوتے سیدھے کر دیے تب بھی وہ کچھ نہ بولا رخصت ہوتے وقت وہ شخص کہنے لگا مجھے ایک بات کھٹکتی ہے ازراہ کرم اس کا جواب دیجیے، وہ بولا فرمایئے تو اس نے کہا آپ مہمانوں کے بارے میں کیوں بدنام ہیں؟ وہ بولا اس لیے کہ میں اسے صدرِ مجلس میں بٹھاتا ہوں تو انکار کرتا ہے، مسند پیش کرتا ہوں تو انکار کرتا ہے کوئی اچھا کھانا پیش کرتا ہوں تو انکار کرتا ہے ہاتھ دھلاتا ہوں تو انکار کرتا ہے تو میں اپنے دل میں کہتا ہوں کہ انسان کو اپنے گھر میں بھی کوئی اختیار نہیں اور مہمان کو گالیاں دیتا ہوں۔

مہمان کو پرخوری سے بچنا چاہیئے اور کسی عمدہ کھانے پر حریصوں کی طرح ہاتھ نہ بڑھانا چاہیئے۔ بن بلائے دعوت میں کسی بچے کو ساتھ نہ لے جانا چاہیے البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ میزبان کسی کے ساتھ لانے سے خوش ہو گا تو لے جا سکتا ہے۔ جس طرف سے کھانا آتا ہو ادھر للچائی نظروں سے نہ دیکھنا چاہیئے طشتریوں کو گننا یا ان کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرنا بری بات ہے۔

روٹی کے ٹکڑے کو لے کر رکابی میں جھاڑو سی پھیرنا۔ کھاتے وقت چپ چپ کی سی آوازیں نکالنا آدھا لقمہ کاٹ کر پھر رکابی میں ڈبونا انگلیوں سے دانتوں میں خلال کرنا روٹی سے ہاتھ پونچھنا لقمے پر لقمہ کھانا دوسروں کے سامنے سے کھانا۔ کھاتے وقت دوسروں کی طرف دیکھنا کھانا لانے والے سے یہ فرمائش کرنا کہ یہ سالن میرے سامنے رکھ دو اور وہ سالن اس طرف رکھ دو، دوسروں سے پہلے کھا کر اٹھ جانا بھوک کی شکایت کرنا اور میزبان کو جلدی کھانا لانے کی فرمائش کرنا۔ میزبان کسی سے کان میں کچھ کہے تو اس کی ٹوہ لینا۔ میزبان اگر خادم سے کہے کہ فلاں فلاں کھانے کی چیز بازار سے لاؤ تو اسے روکنا یا اپنی طرف سے کسی چیز کا اضافہ یا تبدیلی کرنا۔

کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا یا لذت لیتے ہوئے کسی چیز کو چوسنا یا چٹخارے لینا شوربے وغیرہ کی رکابی میں انگلیاں چاٹنا۔ دانتوں سے روٹی کاٹ کر دانتوں میں ڈبونا۔ داہنے بائیں بازوؤں کو ہلا کر پاس بیٹھنے والے کو تکلیف دینا۔ مرغ وغیرہ کو اسی طرح کاٹنا یا نوچنا کہ دوسروں پر چھینٹے جائیں بوٹیوں کو تلاش کرنا کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ایک طشتری سے دوسری میں منتقل کرنا۔ اس قدر پھیل کر بیٹھنا کہ برابر والا بھنچ جائے میزبان سے یہ کہنا کہ اگر کھانا بچ گیا ہو تو کسی کو دے دو۔

ہاتھ دھوتے وقت باتوں میں مشغول ہونا کہ دوسروں کو انتظار کرنا پڑے۔ یہ سب معیوب باتیں ہیں گھر میں داخل ہوتے وقت میزبان سے یہ کہنا کہ فلاں کرسی فلاں جگہ ہوتی اور فلاں میز فلاں جگہ ہوتی یہ چیز وہاں رکھنی چاہیے تھی اور وہ وہاں یہاں ہے۔ اسی طرح ان کے دوستوں سے یہ کہنا کہ آپ ان کے گھر اتنے دنوں سے کیوں نہیں آئے برا ہے۔

میزبان کے ساتھ ایسی باتیں کرنا جن کے سننے سے اس کے گھر والوں پر برا اثر پڑے یا میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو یا اپنے شوہر یا بیوی کی برائی کرنا یا ان کے ساتھ حسنِ سلوک زیورات اور کپڑوں وغیرہ کا ذکر کرنا، عیب کی بات ہے۔ گانا سن کر ہاتھ پاؤں مارنا سر ہلانا یا طرح طرح کی حرکتیں کرنا زیبا نہیں۔ مسائل کو میزبان کے مال سے کچھ دینا یا اس کی طرف سے معذرت کرنا اچھا نہیں۔ میزبان سے یہ کہنا کہ فلاں شخص کو کیوں بلایا یا فلاں گانے والے کو کیوں بلایا برا ہے۔

شیخی، کبر و غرور، اپنے کپڑوں کی اچھائی یا خوشبو کا بیان کرنا اپنی چیزوں کی بہت زیادہ تعریف کرنا اپنے بچوں کی خواہ مخواہ تعریف کرنا ناروا ہے۔ اپنے بچوں کو میزبان کی چیزوں کے چھونے اور توڑ پھوڑ سے روکنا چاہیئے۔ بچوں کی نازیبا حرکات پر نظر رکھنی چاہیئے اور میزبان کے بچوں، نوکروں وغیرہ کے ساتھ لڑنے جھگڑنے سے سختی سے منع کر دینا چاہیئے

منظم و مستحکم جمعیۃ علماء اسلام ہی قومی اتحاد کے استحکام و بقاء کی ضمانت دے سکتی ہے

جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن اپنی صفوں کو منظم کریں اور خود احتسابی کا جذبہ پیدا کریں

کارکنوں کے مختلف اجتماعات سے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم اور پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے گذشتہ دنوں ڈسکہ، فیصل آباد، سمندری جھنگ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور شیخوپورہ کا تنظیمی دورہ کیا اور پاکستان قومی اتحاد و جمعیۃ علماء اسلام کے مقامی رہنماؤں اور کارکنوں سے تنظیمی و سیاسی امور پر تبادلہ خیالات کیے

مختلف مقامات پر جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کے غیر رسمی اجتماعات میں ان سے بات چیت کرتے ہوئے مولانا زاہد الراشدی نے گذشتہ انتخابات اور تحریک میں شاندار کردار ادا کرنے پر جماعتی کارکنوں کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ ملک کے ہر حصہ میں جمعیۃ کے بالوث اور انتھک کارکنوں نے تحریک میں ہراول دستہ کا کردار ادا کر کے ملک کے تمام طبقوں سے اپنی فیصلہ کن تحریکی قوت کا لوہا منوایا ہے اور اپنے عظیم اکابر و اسلاف کی روایات کو چار چاند لگائے۔

آپ نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام نے پاکستان قومی اتحاد کے قیام اور استحکام کے لیے پہلے بھی بے مثال ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا ہے اور اب بھی ہم اس قومی پلیٹ فارم کے تحفظ اور استحکام کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ کیونکہ قوم و ملک کا مفاد اس سے وابستہ ہے۔

آپ نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ خود احتسابی کے عمل کے تحت اپنی سرگرمیوں کا جائزہ لیں۔ اور کوتاہیوں و کمزوریوں کی تلافی کرتے ہوئے اپنی صفوں کو ملکی تقاضوں اور جماعتی دستور کے مطابق منظم کریں کیونکہ منظم اور مستحکم جمعیۃ علماء اسلام ہی پاکستان قومی اتحاد کی بقاء و استحکام کی ضمانت دے سکتی ہے۔ مولانا زاہد الراشدی نے کارکنوں کو تلقین کی کہ وہ باہمی رابطہ کو مضبوط کریں اور جماعتی ہدایات و ضوابط کی پورے اہتمام کے ساتھ پابندی کریں اور دوسروں سے پابندی کروائیں۔

حضرۃ مفتی صاحب کی رائے گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . حامداً مصلیاً مسلماً،

اما بعد۔

آج بتاریخ ۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء مطابق ۲۲ شوال ۹۷ھ بروز جمعہ دفتر تنظیم اہل سنت پاکستان میں حاضر ہوا احقر دفتر اور دفتری حضرات کی محبت بالخصوص ارباب حل و عقد کے عظیم کردار سے بہت متاثر ہوا میں تنظیم اہل سنت سے اجنبی نہیں ہوں، بلکہ قدیم سے اس تنظیم سے اپنے آپ کو وابستہ سمجھتا ہوں۔

میری دعا ہے کہ ارباب تنظیم کو بیش از بیش دینی، تبلیغی اصلاحی خدمات کی توفیق عطا ہو۔

وما ذٰلک علی اللہ بعزیز

واللہ الموفق وھو خیر معین.

دستخط حضرت مفتی صاحب

صدر پاکستان قومی اتحاد ملتان

خادم مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

جناب بلال زبیری کی وفات کی خبر سن کر ......!

محترم و مکرم جناب اللہ بخش صاحب و محمد سلیم صاحب سلمہا۔ سلام مسنون، مزاج گرامی۔

مجھے اپنے پیارے دوست بلال زبیری کی وفات کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا مجھے جھنگ میں مکمل گھیراؤ میں رکھا گیا حاضر نہ ہو سکا۔ معذرت خواہ ہوں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عنایت فرمائے۔ اور پسماندگان بالخصوص ان کی بیوہ اور چھوٹے بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے

اللّٰھم اغفرلہٗ، اللّٰھم الرحمہٗ اللّٰھم اکرم نزلہٗ

مجھے امید ہے کہ آپ اس واقعہ جانکاہ کو صبر سے برداشت کر کے اجر کے مستحق ہونگے

والسلام۔ مفتی محمود ۲/۱۰/۷۷ از ملتان

حضرت امروٹی لاڑکانہ کے دورے پر

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر سید محمد شاہ امروٹی آج جمعیۃ کے صوبائی ناظم مولانا غلام قادر صاحب کی معیت میں لاڑکانہ پہونچے۔

انہوں نے جمعیۃ کے عہدہ داروں سے تنظیمی امور پر گفتگو کی اور انہیں خصوصی ہدایات جاری کیں۔

انہوں نے چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ کے طلباء کے ایک وفد سے بھی ملاقات کی۔ بعد میں وہ موضع بیر شریف تشریف لے گئے جہاں انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی سے ملاقات کی

حضرت موصوف سے تبادلہ خیال کرنے کے بعد وہ سکھر روانہ ہوگئے۔

ناظم نشریات جمعیۃ علماء اسلام

ضلع لاڑکانہ

انجمن یادِ اسلاف کا قیام

مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد لنڈہ چھنوں موم میں انجمن یادِ اسلاف (علمائے دیوبند) کے نام سے ایک انجمن تشکیل دی گئی ہے۔ جو اسلاف کے دینی اور ملی کارناموں سے بذریعہ تحریر و تقریر عوام کو روشناس کرائے گی ہر ماہ انجمن کا اجلاس منعقد ہوا کرے گا انجمن کے لیے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے۔

صدر ..... صوفی محمد رفیق

نائب صدر ..... قاری عبداللطیف صدیق

ناظم نشر و اشاعت ..... عزیز الرحمٰن امین

خزانچی ..... عبدالرشید دوکاندار

قومی اتحاد کی حمایت کی پاداش میں

گجرات گذشتہ انتخابات کے دوران پاکستان قومی اتحاد کی حمایت اور کنونشن لیگ کی پاداش میں بعض ائمہ مساجد اور خطباء کرام کو مساجد کی کمیٹیوں نے برطرف کر دیا ہے جب کہ قومی اتحاد نے اعلان کیا ہوا ہے کہ ائمہ کرام کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔ اس لیے ایک مثال پیش خدمت ہے مولانا سید اصغر علی شاہ صاحب جو جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کی شوریٰ کے ممبر اور موضع بھنڈ گراں نزد کوٹلہ گجرات جمعیۃ علماء اسلام کے امیر اور وہیں امام مسجد بھی تھے۔ ان کو پیپلز پارٹی کے لوگوں نے اتحاد کی حمایت کرنے کی وجہ سے برطرف کر دیا۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کے امیر سید نذیر حسین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ ..... مولانا عبدالرؤف صاحب ضلعی ناظم قاری محمد اختر صاحب نے اس واقعہ پر سخت افسوس کا اظہار کیا اور اتحاد کی سپریم کمیٹی اور مارشل لاء حکام سے اپیل کی ہے کہ مولانا کو اپنی جگہ پر بحال کیا جائے

دعا کی درخواست

جمعیۃ علماء اسلام دیناپور کے خازن صوفی نذر محمد صاحب کے بزرگ جناب محمد عمر صاحب ایک عرصہ سے جوڑوں کے درد میں مبتلا ہیں احباب سے دعا کی درخواست ہے اور اگر کوئی اہل درد اس مرض کی دوا جانتے ہوں تو درج ذیل پتہ پر مطلع کریں۔ صوفی نذر محمد اینڈ سنز ہیوے روڈ دیناپور

دعائے مغفرت

نہایت افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ گذشتہ دنوں محترمہ حضرت والدہ صاحبہ کا اس دارِ فانی سے انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ باری تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرما دیں۔ (آمین ثم آمین)

درس قرآن پاک

اور ہفتہ وار اجلاس

حاجی محمد سعید صاحب کے مکان پر حاجی عبدالسلام صاحب کی زیر صدارت جمعیۃ کا ہفتہ وار اجلاس ہوا حضرت مولانا محمد عبدالرؤف صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع حیدر آباد نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی اور درس قرآن دیا سورہ بینہ کی مدلل اور مفصل تشریح فرمائی نیز تنظیم کی اہمیت پر زور دیا اور لگن سے کام کرنے کا کارکنوں کو نصیحت کی آخر میں اکابرین جمعیۃ حیدر آباد سے پر زور مطالبہ کیا گیا کہ حیدر آباد میں جمعیۃ کے کام کو زیادہ منظم طریقہ پر چلایا جائے اور آسانی کے لیے مختلف محلوں یا وارڈوں پر مشتمل شاخیں قائم کی جائیں خصوصاً ان علاقوں میں ضرور قائم کی جائیں جن میں تعمیری تامدین جمعیۃ قیام پذیر ہیں

کالا گوجراں

جمعیۃ علماء اسلام کالا گوجراں جہلم کا اجلاس زیر صدارت مولانا محمد شریف صاحب احرار منعقد ہوا جس میں دیگر امور کے علاوہ مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا اور گیارہ اراکین پر مشتمل مجلس شوریٰ بھی تشکیل دی گئی آخر میں قرار دادیں پاس کی گئیں۔

قرار دادیں

نمبر ۱ یہ اجلاس بلدیہ جہلم سے مطالبہ کرتا ہے کہ کالا گوجراں کے سبزی فروشوں کے خلاف کارروائی واپس لی جائے اور ان کا متبادل انتظام کیا جائے

نمبر ۲ یہ اجلاس بلدیہ جہلم سے مطالبہ کرتا ہے کہ کالا گوجراں کو کمیٹی ایریا میں آئے دو سال کا عرصہ گزرا لیکن صفائی کا کوئی انتظام نہیں لہٰذا صفائی کا بہتر اور معقول انتظام کیا جائے۔

نمبر ۳ اجلاس متعلقہ حکام سے مطالبہ کرتا ہے کہ کالا گوجراں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اور عوام کے مطالبہ پر بجلی کے پرانے ٹرانسفارمر کو تبدیل کر کے نیا ٹرانسفارمر لگا کر بجلی کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔

انتخاب

صدر ..... مولانا محمد شریف احرار

نائب صدر ..... محمد اصغر بھٹی

جنرل سیکرٹری ..... شیخ برکت علی

سیکرٹری ..... ملک محمد رفیق

سیکرٹری نشریات ..... محمد الیاس عاجز

پراپیگنڈہ سیکرٹری ..... حبیب الرحمٰن دوکاندار

خزانچی ..... حاجی صابر حسین

سالار ..... محمد شریف بنماتہ

حلقہ اعظم بستی کراچی شرقی

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام حلقہ اعظم بستی کراچی شرقی کے دفتر کا افتتاح ہوا افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کراچی ضلع شرقی جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر مولانا خان محمد صاحب نے فرمایا کہ یہ دفتر پاکستان قومی اتحاد کا دفتر ہے ہمارے تمام دفاتر نظام مصطفیٰ کو رائج کرنے کی تربیت گاہیں ہیں۔ یہ وہ مقدس جگہیں ہیں جہاں جلوس کی ٹریننگ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اسلام کا عظیم قلعہ بنائے۔ اور آخرت میں ہمیں سرخرو کریں اس کے بعد حلقہ مجلس عامہ کے ارکان کا تعارف کرایا گیا۔ جو حسب ذیل ہیں۔

امیر ..... قاری حسین احمد صاحب

امیر اول ..... ہاشم خان صاحب

امیر دوم ..... اللہ بخش صاحب

ناظم اعلیٰ ..... سراج الدین مروت ایڈوکیٹ

ناظم ڈاکٹر ظفر علی خان صاحب

ناظم دوم ..... قاری احمد یار صاحب عثمانی

ناظم نشر و اشاعت ۔۔۔۔ چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب
خازن ۔۔۔ محمد شفیع صاحب
سالار ۔۔۔ حسین احمد صاحب

تمام ارکان نے عہد کیا کہ ہم حضرت مفتی اعظم مفتی محمود صاحب اور حضرت درخواستی کی قیادت میں اسلامی نظام حیات کو نافذ کر کے ہی دم لیں گے۔

کارروائی اجلاس ضلع سانگھڑ

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ کا ماہانہ اجلاس شاہپور چاکر میں زیر صدارت حضرت مولانا محمد حسن صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوری منعقد ہوا جس میں تیرا شاخوں کے تیس نمائندوں نے شرکت کی۔ اجلاس کی کارروائی قرآن پاک کی تلاوت سے شروع ہوئی جو قاری محمد یوسف صاحب ضلعی نائب ناظم نے کی تھی محمد اکبر ناظم ضلع سانگھڑ نے ایجنڈے کے مطابق سابقہ کارگزاری پر روشنی ڈالی اور دستور کے مطابق جماعت کو چلانے پر زور دیا تمام حضرات نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ دستور کے مطابق ہی عمل کیا جائے گا۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مولانا کے لیے دعائے مغفرت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے حافظ محمد اکبر کو جو عارضی ناظم اعلیٰ ضلع سانگھڑ تھے مستقل ناظم مقرر کیا گیا شہر سانگھڑ میں ضلعی دفتر کا قیام عمل میں لایا۔

فقیر والی میں رابطہ مہم

علاقہ فقیر والی میں مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی نے عوام سے رابطہ مہم شروع کر رکھی ہے بحمد اللہ جس کے خاطر خواہ نتائج بر آمد ہو رہے ہیں گذشتہ دنوں تقریباً پچاس سے زائد حضرات جمعیت میں شمولیت اختیار کر چکے ہیں حال ہی میں چوہدری غلام قادر صاحب چوہدری بشیر احمد، چوہدری یوسف علی مالک عبد اللہ کاٹن فیکٹری نے اپنی برادری اور تمام رفقاء سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا مولانا شفیع کر ناظم جمعیت آغا محمد سرور سالار جمعیت نے ان کی شمولیت کا خیر مقدم کیا۔

ضلع لاڑکانہ

جمیعۃ علماء اسلام ضلع لاڑکانہ کے سرپرست مولانا علی محمد الحقانی، ضلعی امیر مولانا حبیب الرحمان ناظم عمومی مولانا عطاء اللہ ناظمین مسٹر عبد الغفور رہبر عبد الرحیم لانہ اور تعلقہ کے امیر مولانا غلام سرور نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں شیخ الحدیث، ممتاز عالم دین اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی کے سربراہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کے اچانک انتقال پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور مولانا کی وفات کو ملک و ملت کے لیے ایک ناقابل برداشت نقصان قرار دیا ہے اور کہا کہ اللہ مولانا کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مولانا کو جنت الفردوس میں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

دل خون اور جگر

لخت لخت ہے

مولانا بنوری کے سانحۂ ارتحال پر دل خون اور جگر لخت لخت انا للہ وانا الیہ راجعون ـــ سید بنوری میرے تو شیخ تھے پھر مولانا بلا شبہ اقوامی دینی برادری کا مینار تھے۔ آپ کی موت عالم اسلام کا نقصان عظیم ہے۔ مولانا واقعی مجدد زمانہ حاضرہ تھے۔ موجودہ حالات میں مولانا کی علمی بصیرت شخصی عظمت اور دینی رہنمائی کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت تھی یہ ملک کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ مولانا نے اسی وقت رخت سفر باندھ لیا جب کہ نظریاتی کونسل تاریخ کے فیصلہ کن مرحلہ سے گذر رہی تھی۔ خدا ہمارے حال پر رحم فرمائے اور اس خلا کی تلافی کے اسباب پیدا فرمائے۔

مولانا محمد یوسف بنوری

کی موت پورے عالم کی موت ہے

رحیم یار خان ـ جمیعۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں امیر پنجاب صوبہ کے نائب امیر جناب مولانا غلام ربانی جمیعۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں کے جنرل سیکرٹری مولانا غلام مصطفیٰ، جمیعۃ علماء اسلام رحیم یار خاں کے جوائنٹ سیکرٹری مولانا قاری حماد اللہ شفیق جمیعۃ علماء اسلام رحیم یار خاں کے جنرل سیکرٹری مولانا رشید احمد لدھیانوی جمیعۃ علماء اسلام رحیم یار خان نائب امیر مولانا شفیق الرحمان درخواستی نے اپنے مشترکہ بیان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر جناب سید مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی موت پر اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا موصوف دینی علم کا ایک سرمایہ تھے اور علوم دینیہ میں ایک بلند مقام رکھتے تھے ان کی وفات سے ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر کرنا ناممکن ہے مولانا موصوف کی موت پورے عالم کی موت ہے مولانا کی وفات کی خبر سن کر پورے ضلع میں کہرام مچ گیا اور مولانا موصوف کے ایصال ثواب کیلئے چاروں تحصیلوں میں ختم قرآن پاک کرائے گئے ان تمام مقامات پر دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

اظہار تعزیت

جمیعۃ علماء اسلام تحصیل لودہراں کے امیر مولانا اللہ بخش صاحب اور نائب امیر مولانا محمد میاں صاحب اور ناظم اعلیٰ محمد شریف نعمانی نے ایک مشترکہ بیان میں عالم اسلام کے مایہ ناز فرزند حضرۃ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے انہوں نے کہا کہ مرحوم کی وفات پوری امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم حادثہ ہے ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ کبھی پر نہیں ہو سکتا پوری قوم ایک عظیم محدث بلند پایہ فقیہ اور محسن امت سے محروم ہو گئی ہے۔ انہوں نے مولانا مرحوم کی دینی و ملی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور مولانا مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی اور خداوند کریم سے دعا کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرما دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین اور خداوند کریم مدرسہ اسلامیہ نیوٹاؤن اور مجلس تحفظ ختم نبوت جیسے دینی ادارے جو مرحوم کی بہترین یادگار ہیں کی حفاظت فرما دے (آمین)

طلباء کی ... نیا

رپورٹنگ: جناب ظہیر میر

قائدِ طلباء کا پریس کانفرنس سے خطاب

تعلیمی کمیشن کو مؤثر بنانے کیلیے علماء دین کو نمائندگی دی جائے

قومی اتحاد کے علماء طلباء اور سیاسی کارکنوں کی سزائیں معاف کی جائیں!

جمیعۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اختتام پر قائد طلبہ میاں محمد عارف مرکزی صدر جمیعۃ طلباء اسلام پاکستان نے یہاں ایک مقامی ہوٹل میں ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی شوریٰ کے فیصلوں پر روشنی ڈالی۔ قائد طلبہ نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ نظامِ تعلیم فرنگی سامراج کی یادگار ہے۔ اور یہ کسی بھی لحاظ سے اسلامی نظام تعلیم کے مطابق نہیں ہے۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق سے ...ل کی کہ نظام تعلیم کو اسلامی اقدار کے مطابق ڈھالنے ...یے تعلیمی کمیشن میں علماء دین کو مؤثر نمائندگی دی جائے ...ں نے کہا افسوس کا مقام ہے کہ تعلیمی کمیشن میں علماء ...ت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ...ریز سامراج نے ایک منظم سازش کے ذریعے ہمیں ...ظامِ تعلیم دے کر یہاں مسٹر اور مُلا کی تفریق پیدا کی ...ہوں نے کہا کہ ہم اس نظامِ تعلیم کو یکسر تبدیل کر دینا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے عنقریب جمیعۃ طلباء اسلام ...طرف سے ایک مصدر کنی کمیٹی جنرل ضیاء الحق سے مل کر نظام تعلیم کو اسلام کے ہم آہنگ بنانے کے لیے سفارشات پیش کرے گی۔ اس کمیٹی میں میاں محمد عارف ...محمد فاروق قریشی اور فضل الرحمٰن شامل ہوں گے ...ئد طلبہ نے بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مولانا شمس الدین شہید اور صوبہ سندھ کے طالب علم ...راہنما سید منیر احمد شہید کے قتل کی تفتیش از سر نو کرائے ...کا مطالبہ کیا اور کہا کہ ان کے قاتلوں کو جلد گرفتار کر کے ...لب و کی بڑھتی ہوئی بے چینی کو فوراً ختم کیا جائے۔ پریس ...انفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جنرل ضیاء الحق نے بھٹو حکومت کے دور میں سیاسی طور ...قتل کئے جانے والے واقعات کی تحقیقات کا جو حکم ...یا ہے وہ قابل تحسین ہے لیکن دیگر وارداتوں کے ...ے میں بھی کاروائی ہونی چاہیے۔ اس سلسلہ میں ...کستان قومی اتحاد بلوچستان اور سندھ کی فر... سے قرار دادیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ قومی اتحاد کے علماء طلباء اور سیاسی کارکنوں کی سزائیں معاف کی جائیں بعد ازاں مولانا یوسف بنوری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کی جگہ اسلامی نظریاتی کونسل میں مولانا شمس الحق افغانی کو نمائندگی دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

انتخابی اجلاس

(بہاولنگر) جمیعۃ طلباء اسلام بہاولنگر کے کارکنوں کا ایک انتخابی اجلاس پچھلے دنوں زیر صدارت ملک خلیل احمد اعوان منعقد ہوا۔ اجلاس سے ضلعی جنرل سیکرٹری جناب خالد محمود وٹو نے مفصل خطاب کیا سٹی کے صدر جناب محمد عبید اللہ محمود نے اپنی سابقہ رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد متفقہ طور پر درج ذیل عہدے دار چنے گئے۔

صدر .... محمد عبید اللہ محمود

نائب صدر ...... سعید احمد فاروقی

ناظم عمومی .... محمد ارشاد

ناظم .... شفیق احمد شیخ

ناظم نشریات ...... محمد سلیم شہزاد

ناظم مالیات ...... محمد حسین

ناظم دفتر .... عبد الحمید

بعد ازاں محمد عبید اللہ محمود کی صدارت میں جمیعۃ طلباء اسلام بہاولنگر کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا اور اس میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا

چوتھا صوبائی تربیتی اجتماع

جمیعۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام چوتھا صوبائی تربیتی اجتماع ۲۶ تا ۲۸ نومبر مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں منعقد ہوگا تمام کارکن اجتماع میں زیادہ سے زیادہ ساتھیوں کی شرکت کے لیے بھی کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں عنقریب صوبائی دفتر سے دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں گے

(عبد الرؤف ربانی جنرل سیکرٹری صوبہ پنجاب)

کاش اے موت تجھے موت ہی آئی ہوتی!

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات ایک ایسا المیہ ہے جس پر جتنا زیادہ غم کیا جائے کم ہے ان کی وفات سے دینی اور علمی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے وہ مدتوں پر نہیں ہو سکے گا۔ جمیعۃ طلباء اسلام کے تمام کارکن اس غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں۔ جیسی سارے ملک سے تعزیتی پیغامات ارسال کیے جا رہے ہیں معذرت خواہ ہیں کہ تفصیل کے ساتھ ترجمان کے صفحات میں تمام شاخوں کی تعزیت شائع نہیں کی جا سکتی بہر حال ہم حتی المقدور کوشش کریں گے کہ ہر شاخ کی طرف سے موصول شدہ پیغام کو کسی نہ کسی طرح ترجمان میں جگہ دی جائے۔ اس سلسلہ میں پچھلے ترجمان اسلام میں بھی بعض جگہوں سے تعزیت کے پیغام شائع کیے جا چکے ہیں اور حال ہی میں جن اضلاع سے تعزیتی پیغامات وصول ہوئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ لاہور، ... نیول، رحیم یار خاں، بہاولنگر، کراچی، حیدر آباد، جہلم سکھر، میانوالی، ملتان، گوجرانوالہ، لائل پور، خانپور وغیرہ۔

آہ مولانا عبد الغفار سلفی رح

پچھلے دنوں ملک کے ممتاز عالم دین مولانا عبد الغفار سلفی وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون مولانا عبد الغفار سلفی کی شخصیت ... ملک کے دینی حلقوں میں جلیل القدر اور قابل صد احترام تھی۔ جمیعۃ طلباء اسلام کے مرکزی راہنماؤں جناب میاں محمد عارف محمد فاروق قریشی

عبدالرؤف ربانی، ندیم اقبال اعوان اور غلام اللہ خاں نے ایک پیغام میں مولانا سلفی کی وفات پر انتہائی گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے مرحوم کے لیے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی

فیصل آباد کے اراکین

متوجہ ہوں

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع فیصل آباد کے تمام اراکین اور معاونین سے گذارش ہے کہ وہ فوری طور پر اپنے اپنے حلقہ سے جمعیۃ طلباء اسلام کی کارگذاری اور تنظیمی صورت حال سے درج ذیل پتہ پر مطلع کریں۔ میاں محمد ریاض شاہد صدر جمعیۃ طلباء اسلام فیصل آباد دفتر جمعیۃ طلباء اسلام صدر بازار نزد گھنٹہ گھر کالیہ ضلع فیصل آباد

یوم تاسیس منایا گیا:۔

پچھلے دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کالیہ کے کارکنوں کا ایک بھرپور اجلاس زیر صدارت عتیق اللہ خاں صدر جمعیۃ طلباء اسلام کالیہ منعقد ہوا۔ اس تاسیسی اجلاس میں ناظم عمومی عبدالحمید اور گورنمنٹ کالیہ کے طالب علم راہنما محمد رفیق زاہد اور محمد ناصر نے جمعیۃ کے پروگرام پر مفصل روشنی ڈالی۔

دریں اثنا گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام خانپور کے زیر اہتمام ایک بھرپور اجتماع منعقد ہوا جس میں بہت سے طلبہ نے شرکت کی۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے مقامی راہنماؤں سیف الرحمٰن درخواستی، میاں محمد نسیم محمد عبداللہ کھوکھر اور حافظ عبدالرحمٰن ضیاء نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے قیام کا پس منظر نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ علاوہ ازاں ایک تعزیتی اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا:

محمد اقبال شعبہ مالیات کے مستقل معاون مقرر کردیئے گئے

جمعیۃ طلباء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں تنظیمی امور کو بہتر بنانے کے لیے جہاں اور بہت سے اقدامات کئے گئے وہاں شعبہ مالیات پر بھی خصوصی توجہ دی گئی۔ جناب محمد اقبال صاحب جن کا تعلق رحیم یار خاں سے ہے۔ انہیں مستقل طور پر شعبہ مالیات کا معاون مقرر کیا گیا ہے۔ جناب محمد اقبال شعبہ مالیات کو مضبوط بنانے کے لیے ۴ر اکتوبر سے بہاولنگر سے اپنا مفصل دورہ شروع کر رہے ہیں۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی صدر جناب میاں محمد عارف نے تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ محمد اقبال صاحب سے خصوصی تعاون فرمائیں تاکہ جماعت کے شعبہ مالیات کو مزید استحکام دیا جا سکے۔

ضروری اعلان

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس ۵ نومبر ۱۹۷۷ء کو جمعیۃ کے صوبائی دفتر پشاور میں صبح ۱۰ بجے ہو رہا ہے۔ احباب سے بروقت شرکت کی اپیل ہے۔

ایجنڈا حسب ذیل ہوگا:

جماعتی تنظیمی امور پر غور، صوبائی تربیتی اجتماع کے انعقاد پر غور، دیگر امور باجازت صدر صاحب

عبدالجلیل ناظم اطلاعات و نشریات جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع وہاڑی کے زیر اہتمام ہونے والا ایک روزہ عظیم الشان

تربیتی کنونشن

نومبر کے آخری عشرہ میں منعقد ہو رہا ہے!

کنونشن کی اہم شخصیتیں

جناب زاہد الراشدی صاحب مرکزی ناظم جمعیۃ علماء اسلام و سیکرٹری جنرل پی۔ این۔ اے پنجاب

جناب اکرام القادری صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ ترجمان اسلام ...... لاہور

جناب مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب فاروقی جناب عبدالمتین صاحب چوہدری ایڈووکیٹ

جناب قائد طلباء میاں محمد عارف صاحب، ندیم اقبال اعوان صاحب طالب العلم راہنما اور دیگر

نوٹ: تاریخ اور مقام کا اعلان عنقریب کر دیا جائے گا

المعلن: راؤ منور احمد خاں کنوینر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع وہاڑی